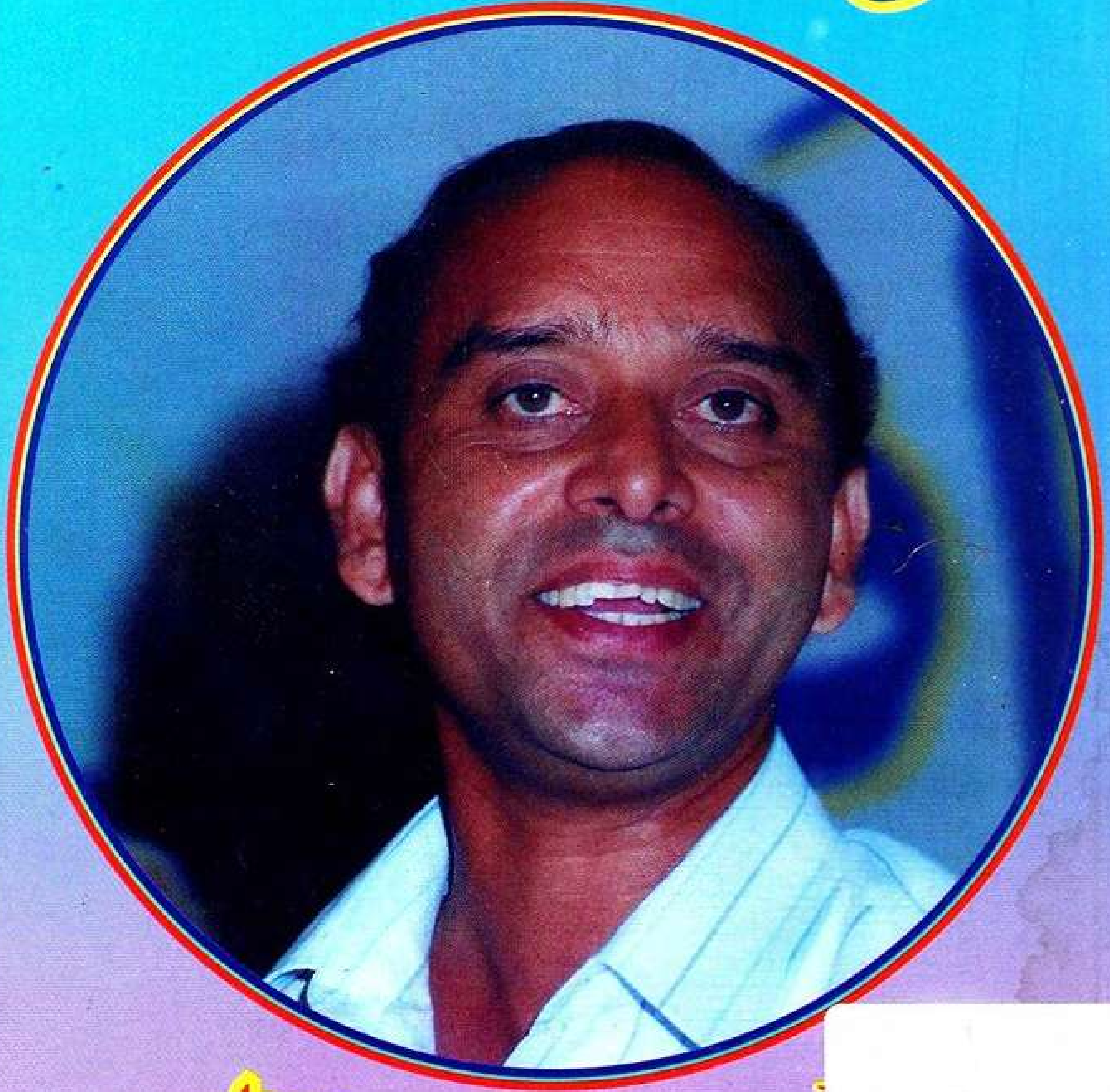
ہس کر گذار دے



پاپولر میرٹھی

مزاحیہ شاعری آجکل شاعری کی مقبول ترین چیز ہے۔ اور اعجاز پاپولر میرٹھی موجودہ دور میں مزاح کے مقبول ترین شاعروں میں ہیں۔ ان کے کلام میں ایک ایسی سادگی ملتی ہے جو پُرکاری کی غماز ہے اور ان کے کلام پڑھنے کا انداز بھی غضب کا ہے۔ لہجے میں بھی اور چہرے پر بھی بظاہر ایک بے ضرر سا بھولپن لیکن اس کے پیچھے طنز و تمسخر کی ایسی تیزی و طراری جو پندار کے مصنوعی پیکروں کو کسی نوکدار چاقو کی طرح گود کر رکھ دے۔ تضمین کا فن ہمارے ہاں بہت پرانا ہے۔ لیکن اعجاز پاپولر نے اسے ایک نئے ڈھنگ سے اپنایا ہے۔ وہ زبان زد عام مصرعوں پر اور اشعار پر ایسے مصرعے لگاتے ہیں کہ اس مصرعے یا شعر کا مفہوم کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔ یہ انداز پیروڈی سے قریب ہے لیکن اس سے قدرے مختلف بھی ہے۔ پیروڈی میں عام طور پر مصرعوں یا شعروں میں کچھ لفظی تحریف کی جاتی ہے اور اس سے مزاح پیدا کیا جاتا ہے جس کی بہترین مثالیں دلاور فگار کے یہاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ لیکن اعجاز پاپولر تحریف سے نہیں تضمین سے اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔ اعجاز پاپولر کا کلا مشاعروں میں بہت پاپولر ہے، اب یہ کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے، امید ہے اس صورت میں بھی اسے مقبول عام حاصل ہوگا۔

مخمورؔ سعیدی

سیکریٹری اردو اکاڈمی دہلی

پاپولر میرٹھی نے اردو طنز و مزاح کو پوری دنیا سے متعارف کرایا ہے۔ ان کے چاہنے والے صرف اردو سے تعلق رکھنے والے حضرات ہی نہیں ہیں۔ بلکہ پنجابی، ہندی بیلٹ میں بھی وہ اتنے ہی مقبول ہیں۔ ہریانہ پنجاب میں پنجابی کوی دربار ہوں یا کوی سمیلن اردو سے پاپولر میرٹھی کی نمائندگی ہوتی ہے۔ اور وہ ڈائس پر آتے ہی سارا ماحول بدل دیتے ہیں۔ ان کے پڑھنے کا انداز بھی نرالا ہے۔ میری دعا ہے کہ پاپولر اسی طرح پوری دنیا کو ہنساتے رہیں۔

کشمیری لال ذاکرؔ

سیکریٹری ہریانہ اردو اکاڈمی

دنیا میں ایک بار ہی ملتی ہے زندگی
چہرے سے تو اُداسی کا لیبل اتار دے
غمِ زندگی کے ساتھ بہ ہر سانس ہے مگر!
میرا یہ مشورہ ہے کہ "ہنس کر گذار دے"

ہنس کر گذار دے

پاپولر میرٹھی

اظہارِ تشکر

- شکرگذار ہوں بزرگوار محترم استاد حق بنارسی صاحب، جناب تابش دہلوی صاحب، دلاور فگار صاحب پروفیسر خالد صاحب، وسیم بریلوی صاحب، ڈاکٹر بشیر بدر صاحب، برادر محترم جناب راحت اندوری صاحب محترم جناب زاہد علی خاں صاحب، نور تقی نور صاحب، جناب نور احمد میرٹھی صاحب، جناب افتخار نسیم (شکاگو امریکہ) قیصر زیدی نسوی صاحب، مبصر عباسی امروہوی (مرحوم) جناب دانش سہارنپوری صاحب، جناب موج رامپوری صاحب، جناب حاجی انیس دہلوی صاحب، جناب کفایت دہلوی صاحب، عاطر سنبھلی صاحب، راغب مرادآبادی صاحب شاہد معین صدیقی، احمد علوی صاحب، انجم عثمانی صاحب، افضال صدیقی (کراچی) ناصر ریاض صاحب، عادل صاحب، نصیر احمد خاں صاحب، تسلیم احمد خاں صاحب رئیس صدیقی صاحب، غزالہ خانم صاحبہ، عزیز عالم صاحب، اور عزیزی مولانا ڈاکٹر شبیہ احسن کاظمی۔ انور حسین انور، عرفان اعظمی، جناب راجیو موہن شاداب، کا جنہوں نے اپنے مفید مشوروں سے مجھے نوازا

- انتہائی شکرگذار ہوں محترم جناب سرفراز علی غوری صاحب (کراچی پاکستان) کا جنکے تعاون کے بغیر اس مجموعے کی اشاعت ممکن نہ تھی۔

- جناب ذیشان کمار شباب، اور قمر چھرایونی کا شکرگذار ہوں کہ ان حضرات نے وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے نوازا

- ساتھ ہی اپنی اہلیہ سیدہ راشدہ اعجاز، پیاری بیٹی سیدہ عاتکہ اعجاز، پیارے بیٹے سید احمد شاہ برادرم غیاث الدین شاہ، بشیر الدین شاہ، شہاب الدین شاہ، سلیم الدین شاہ، خواہرم سیدہ عائشہ مظہر، سیدہ شگفتہ وزیر، سیدہ ریحانہ اکبر، سیدہ طاہرہ، سیدہ رخسانہ، والدۂ گرامی سیدہ اختری بیگم، کا جنکی دعائیں اور عملی تعاون میرے ساتھ رہا۔

اعجاز الدین پاپولر (ایم۔ا)

۳۳۲ کرم علی میرٹھ

ہنس کر گزار دے

پاپولر میرٹھی

نام کتاب ــــــــــ ہنس گزار دے
مصنف ــــــــــ سید اعجاز الدین شاہ پاپولر میرٹھی
اشاعت ــــــــــ پہلا اڈیشن اگست ۱۹۹۷ء
تعداد ــــــــــ چھ سو
طباعت ــــــــــ
کتابت ــــــــــ منیر عالم
قیمت ــــــــــ ۱۰۰/ روپے
انتخاب و ترتیب ــــــــــ احمد علوی

ملنے کے پتے

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ جامعہ نگر دہلی ۲۵
شمع بک ڈپو آصف علی روڈ نئی دہلی
ماہنامہ باجی و فلمی ستارے ترکمان گیٹ دہلی ۶
شگوفہ پبلیکیشنز ۳۱ مجرد گاہ معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد
ادبی مرکز راشدہ کاٹیج ۲۵۸ کرم علی میرٹھ

انتساب

محسنِ شعروادب

اپنے محترم بھائی

سلیم جعفری صاحب

کے نام

محترم جناب سرفراز علی غوری صاحب
کراچی پاکستان
اور
حبیب محترم پروفیسر طاہر محمود صاحب
چیرمین قومی اقلیتی کمیشن
کی نذر

پاپولر میرٹھی
میری نظر میں

ڈاکٹر خالد حسین خاں
صدر شعبۂ اردو
میرٹھ یونیورسٹی میرٹھ

مجسم شرافت، سراپا محبت کے پیکر بشری، جو اردو کائنات کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں سید اعجاز الدین شاہ ''پاپولر میرٹھی'' کے نام سے مقبول ہیں۔ انسانیت، شرافت اور خلوص کے عناصر ثلاثہ کی خوبیاں انکی وضعداری کا نمایاں وصف ہے۔ لطف یہ کہ پاپولر میرٹھی کے یہاں یہ وضعداری، یہ خلوص اور یہ انکساری، بلا تخصیص مذہب و مسلک، خوردوں، بزرگوں اور اپنے ہم مشربوں کے یہاں نظر آتی ہے! انکی بے ریا اور بے لوث شخصیت نہ صرف اپنے حلیفوں، بلکہ ادبی حریفوں کے معاملے میں بھی ایک جیسی ہے۔ ان کا دل گداختہ سب کے لیئے جذبۂ خیرسگالی رکھتا ہے۔

پاپولر میرٹھی کو میں گذشتہ ربع صدی سے جانتا ہوں۔ پاپولر میرٹھی اپنی مقبول، دلکش اور منفرد شاعری کے طفیل نہ صرف میرٹھ بلکہ ہندوستان اور اس کے باہر بھی ایک جانا پہچانا نام بن چکا ہے۔ راقم السطور کا تقرر بحیثیت اردو لکچرر میرٹھ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ۱۹۷۵ء ہوا تو میں سید اعجاز الدین شاہ اور

اور پاپولر میرٹھی، دونوں سے بخوبی واقف ہوا۔ پاپولر میرٹھی کو قریب سے دیکھنے پر انکی مختلف خوابیدہ صلاحیتوں کا اندازہ بھی ہوا۔ یہ بحیثیت شاگرد بیحد سنجیدہ مہذب اور شائستہ رہے وہیں طنزیہ و مزاحیہ میدانِ شاعری میں بھی خوب سے خوب تر کی تلاش میں مصروفِ عمل رہے ہیں۔

سیّد اعجازالدین شاہ، تین حرفوں کا مرکب ہیں یعنی اِنکی سرشت میں سیّدوں کی پاکیزگی و شرافت، اعجاز کے جادوئی اثر سے مقناطیسی کشش اور شاہ کی نسبت سے شاہوں جیسی صفات سے انکی پوری شخصیت عبارت ہے اور اس پر مستزاد اُنکا تخلص! پاپولر میرٹھی کو میں نے کبھی مشتعل یا جذباتی ہوتے نہیں دیکھا یوں سمجھئے کہ جس طرح دودھ میں شکر گھُل کر اُسے شیرینی عطا کرتی ہے اسی طرح پاپولر میرٹھی کے پیکر میں خلوص کی چاشنی اور محبت کی خوشبو باہم شیر و شکر ہوگئی ہے۔

پاپولر میرٹھی مکھن کی طرح ملائم ہیں، یہ شاخِ ثمر کی طرح سرنگوں اور پھولوں سے لدی ٹہنی کی مانند سدا خمیدہ نظر آتے ہیں۔ مسکین چہرہ، حیران آنکھیں، چوڑی پیشانی، نیز دانتوں کی ساخت میں تبسّم زیرِ لب کی کیفیت و رشوخی و ظرافت کی سحریت، سُرخ و سفید رنگ، پاپولر کی اپنی

چیزیں ہیں۔ یہ بذاتِ خود جتنے ٹھنڈے، ملائم اور معصوم صورت ہیں، انکی ظریفانہ شاعری اتنی ہی گرم اور کرکری ہے۔ انکی طنزیہ ومزاحیہ شاعری جنگل کی آگ کی طرح چہار دانگ عالم میں پھیل گئی ہے۔ انہوں نے مشاعروں کی صدارت ہنوز نہیں کی ہے تاہم اکثر مشاعروں میں بادشاہ ضرور رہی ہے۔

پاپولر میرٹھی کا خاندانی پس منظر بھی بہت شاندار ہے انکے والدِ محترم سیّد نظام الدین شاہ، میرٹھ کے اہلِ ثروت اور ذی جاہ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ دورِ فرنگ میں یہ سرکاری ٹھیکیدار تھے۔ ان کے نجی ساٹھ مکانات تھے۔ بیگم پُل میں چار دکانیں، نوچندی گراؤنڈ میں عالیشان نظام پارک نیز لساڑی دروازے پر متعدد آراضیاں اور مکانات تھے مرحوم کو جہاں مکانات تعمیر کروانے کا بے پناہ شوق تھا وہیں ان کا ادبی ذوق بھی بہت بلند تھا، شعر وشاعری کے یہ رسیا تھے۔ اپنی رہائش گاہ پر عموماً مشاعروں کی باقاعدہ محفلیں منعقد کرتے تھے، خصوصاً نظام پارک میں وسیع پیمانے پر کُل ہند مُشاعرے کرواتے تھے۔ میرٹھ شہر کے چند مقتدر رُوسا، بھیّا جی، نادر علی کے ساتھ ساتھ مرحوم کا بھی نام زبان زدِ خاص وعام تھا!

پاپولر میرٹھی نے اوائلِ عمری سے ہی شعرا کی محفلیں اپنے مکان پر آراستہ دیکھیں۔ عہدِ طفلی سے عہدِ شعور تک ان نجی مُشاعروں میں پاپولر

اپنے والدِ محترم کے ساتھ ہمیشہ شریک رہے۔ یہی ادبی محفلیں ان کی مزاحیہ شاعری کی اولیں درسگاہ ہیں۔

ان معنوں میں پاپولر میرٹھی مادر زاد شاعر نہ سہی خانہ زاد شاعر ضرور کہے جا سکتے ہیں۔

پاپولر میرٹھی کی شادی ۲۹ مارچ سنہ ۹۳ء سہارنپور میں ہوئی ان کی ''نصف بہتر'' کا نام سیدہ راشدہ ہے۔ پاپولر دو پھول جیسے بچوں سید احمد شاہ اور سیدہ عاتکہ کے والد ہیں۔

پاپولر میرٹھی کی ہمشیرہ، اردو کے مشہور شاعر اسمٰعیل میرٹھی مرحوم کے نبیرہ مسمّی سیّد وزیر احمد رزّاقی سے منسوب ہیں، جو کہ کراچی کے گلشن کالج میں شعبہ کامرس سے منسلک ہیں۔ سیّد وزیر احمد رزّاقی کی ہمشیرہ بیگم روشن صدیقی ہیں گویا ''ایں خانہ تمام آفتاب است'' والی کیفیت ہے۔

جس طرح آفتاب کی شعاعوں، ماہتاب کی کرنوں، شفق کی رنگینوں، بادِ نسیم کی اٹھکھیلیوں، گلاب کی عطر بیزیوں اور سمندر کی لہروں کو لفظی پیراہن میں مقید نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح پاپولر میرٹھی کی شخصیت و سیرت کی تمام خوبیوں نیز ان کے محاسنِ شعری کو مکمل طور پر تحریری گرفت میں نہیں لایا جا سکتا، ہاں اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ان کے سامنے ایک وسیع جولان گاہ ہے جس میں یہ حسبِ توفیق اور حسبِ استعداد کمال حاصل کر سکتے ہیں۔

پاپولر میرٹھی اپنے تخلص کا آپریشن کرتے ہوئے یوں نغمہ بار ہیں ؎

پاپولر میرا تخلص ہے یہی اعجاز ہے
میرا جو بھی شعر ہے دنیا میں سرافراز ہے

آپریشن خوب ہی مضمون کے کرتا ہوں میں
ذہن میرا نوکِ نشتر کی طرح ممتاز ہے

پاپولر میرٹھی کسی مخصوص طبقے کے شاعر نہیں ہیں، عوام ہوں یا خواص امرا ہوں یا غربا، بوڑھے ہوں یا جوان، عورتیں ہوں یا مرد، یہ سبھی کی پسند کے مقبول شاعر ہیں۔ بالفاظِ دگر، یہ صاف میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے بھرپور گلاس کی طرح ہیں جس سے ہر شخص کی پیاس بجھ سکتی ہے۔ پاپولر میرٹھی کی مزاحیہ شاعری، پیروڈی اور تضمین نگاری مستقبل قریب میں ادب کا جزو

بنے گی یا نہیں، ابھی حتمی طور پر کچھ نہیں کیا جا سکتا لیکن ہمیں اس سے مفر نہیں کہ یہ مشاعروں کے یقیناً "پاپولر شاعر" ہیں! جس مشاعرے میں یہ کلام سنانے کھڑے ہوتے ہیں، وہ مشاعرہ ان کے نام لکھ دیا جاتا ہے! پاپولر میرٹھی ہمیشہ عصری مسائل کو اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہیں اس لئے انکی ہر بات کسی ماہر شکاری کی گولی کیطرح اپنے "ہدف" پر بھرپور وار کرتی ہے۔ سماج کے ناہموار خوب و زشت پر چوکے لگانے اور سیاست دانوں کی سیاہ کاریوں کی دھجیاں اڑاتے نیز معاشی و ادبی مسائل پر حرف گیری کرنے والا یہ نوجوان شاعر اپنے میدان ظرافت کا ایک اہم شاعر ہے۔

ان کے یہاں عصری سیاست کی بوالعجبی ملاحظہ ہو۔

کس جال میں پھنسے ہیں ز سہارا، دیکھو
دکھ رام بن گئے ہیں سکھ رام آؤ دیکھو

انداز ان کا دیکھو ان کا سوبھاؤ دیکھو
پیتل بھی بک رہا ہے سونے کے بھاؤ دیکھو

انصاف کی ڈگر پہ بچوں دکھا دُ چل کے
"یہ دیش ہے تمہارا نیتا تم ہی ہو کل کے"

(انصاف کی ڈگر)

عہدِ رواں کے لیڈر کتنے اہل اور باشعور ہیں، انکی تعریف میں پاپولر میرٹھی یوں نغمہ بار ہیں۔

یہی ہیں کاغذی انڈوں کے بچے
یہ لیڈر جتنے ڈھالے جارہے ہیں
نہ اماں کوئی انکی ہے نہ ابا
مشینوں سے نکالے جارہے ہیں (لیڈر)

ظریفانہ شاعری کی یہ روایت خاصی قدیم ہے کہ کسی معروف شاعر کا ایک مصرع اڑا کر اس پر کوئی شعر یا رباعی سپردِ قلم کی جائے۔ اس ذیل میں انکی یہ رباعی ملاحظہ ہو۔

اس گرانی میں میرے ساتھ ہیں بارہ بچے
ٹھوکریں کھائے گا یہ قافلہ کیا میرے بعد
میری بیگم نے کبھی یہ نہیں سوچا آخر
"کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد"

یوں تو کسی بھی مزاح گو شاعر کے چہرے پر لکھا نہیں ہوتا کہ وہ مزاحیہ نگار ہے لیکن پاپولر میرٹھی کا چہرہ ضرورت سے زیادہ بے ضرر معصوم اور شگفتہ ہے۔ سنجیدہ آدمی کو ایسا چہرہ مشکل سے نصیب ہوتا ہے

پاپولر سامعین کی نفسیات، ان کی دلی کیفیات اور انکی خواہشات کے نباض بھی ہیں وہ موقع ومحل کی مناسبت سے اپنی ظریفانہ شاعری کی زنبیل سے یکے بعد دیگرے شعری پھلجڑیوں، مزاحیہ پٹاخوں اور پیروڈی کے نشتروں سے سامعین کے قلب وذہن پر اس طرح یلغار کرتے ہیں کہ مشاعرہ گاہ میں قہقہوں کی بارش سی ہونے لگتی ہے اور لطف یہ کہ پاپولر میرٹھی شعر پڑھنے کے معاً بعد سکوت وجمود کا مجسمہ بن جاتے ہیں!

میرے نزدیک انکی یہ معصوم ادا، ادائے دلبری سے بڑھ کر سخن دلنوازی کی داد وتحسین کا وسیلہ بنتی ہے!

پاپولر میرٹھی کی بیشتر رباعیاں شہد کی طرح شیریں اور چنبیلی کے پھولوں کی طرح نرم ونازک ہیں۔ پاپولر آدھا مصرعہ اپنا اور دوسرا کبھی میر تو کبھی غالب اور کبھی اپنے ہمعصر شاعر کا پڑھتے ہیں۔

یہ عہدِ رواں کے اردو طنزیہ ومزاحیہ نگار شاعروں کی کہکشاں میں الگ سے پہچانے جاتے ہیں۔ نظم، غزل، پیروڈی، رُباعی اور قطعہ، سب پر انکی گرفت خاصی مضبوط ہے۔ پاپولر کی مذکورہ خصوصیات کے حامل یہ شعر دیکھئے

محبوب وعدہ کرکے بھی آیا نہ دوستو
کیا کیا نہ دیکھو ہم نے کیا اُس کے پیار میں
مُرغے چرا کے لائے تھے جو چار پا پولس
"دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں"

بے وفاؤں کو بھی پابندِ وفا کہتے ہیں
سادہ دل ہوتا ہے جو اُسکو گدھا کہتے ہیں
آپ تنقید کا ہرگز نہ کریں کوئی خیال
"ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں"

ایک کنکٹے کا آج یہ اعلانِ عام ہے
نیتا ہیں ہم ہمارا تو ایثار کام ہے
نیتا کا دعویٰ سنکے میں یہ سوچنے لگا
قربانی کنکٹے کی تو یاروں حرام ہے

اکبر الٰہ آبادی کے سامنے انگریز اور انگریزی تہذیب کی تباہ کاریاں اور ہندوستانی عوام پر ظلم وستم کے واقعات تھے اس کے برخلاف پاپولر میرٹھی کے سامنے کالے انگریز' ہندوستانی معاشرت ومعشیت کی ریاکاریاں اور یہاں کے سیاست دانوں کے منافقانہ اعمال وافکار ہیں۔ یہ ان سب کو ٹارگٹ بناکر اپنی شاعری کے ذریعہ ان پر چاندماری کرتے ہیں۔ ان کے قلم کو مصلحت مرعوبیت اور مراعات نے کسی مقام پر بھی افشائے راز اور حق وصداقت سے باز نہیں رکھا وہ جو مناسب سمجھتے ہیں بے محابا اور بے لاگ کہہ دیتے ہیں ؎

اس مرتبہ بھی آئے ہیں نمبر ترے تو کم
رسوائیوں کا کیا مری دفتر بنے گا تو
بیٹے کے سر پہ دیکے چپت باپ نے کہا
پھر فیل ہو گیا ہے منسٹر بنے گا۔ تو

کسی جلسے میں ایک لیڈر نے یہ اعلان فرمایا
ہمارے منتری آنے کو ہیں بیدار ہو جاؤ
یکایک لاؤڈ اسپیکر سے گونجا فلم کا نغمہ
وطن کی آبرو خطرے میں ہے ہوشیار ہو جاؤ

پاپولر میرٹھی میری نگرانی میں ریسرچ کا مرحلہ سر کر رہے ہیں اور ان کا موضوعِ تحقیق بھی طنز و مزاح سے متعلق ہے یہ میدان اِن کا اپنا ہے۔ امید ہے کہ یہ جلد ہی طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے "مردِ میدان" ہو جائینگے!

پاپولر میرٹھی کی پیروڈی، طنزیہ اور ظریفانہ شاعری کا اسلوب اور فن عمر، وقت اور مشق کے ساتھ ساتھ بتدریج ترقی کرے گا اور وہ زیادہ بہتر طور پر اپنی ماہرانہ صناعی اور جادوانہ خلاقی کا بھرپور اظہار کریں گے۔

مجھے یقین ہے کہ "ہنس کر گذار دے" قارئین کو بھی پسند خاطر ہوگا اور مجھے بھی اپنی محنت کا صلہ ملے گا۔ کیونکہ غالب نے اپنے شاگرد تفتہ کے بارے میں صدیوں پہلے جو بات کہی تھی، وہ آج بھی حق بجانب ہے یعنی پاپولر میرٹھی کی شہرت و مقبولیت میں میری بھی ناموری پوشیدہ ہے۔

ڈاکٹر خالد حسین خاں صدر شعبہ اردو، میرٹھ یونیورسٹی میرٹھ

دلاور فگار

پاپولر میرٹھی ـ اکبر الہ آبادی کی نظر میں

میں نے اکبر کی روح سے یہ کہا
اے ظریفانہ شاعری کے امام
انڈیا میں ہے ایک طنز نگار
پاپولر میرٹھی ہے جس کا نام
اس کے بارے میں کیا ہے آپکی رائے
آپ کو ہے پسند اس کا کلام
کہا اکبر نے اے مزاح نگار
اب نہیں طنز میں کوئی پیغام
پاپولر کو سنا ہے میں نے بھی
ہے یہاں خلد میں بھی اس کا نام

حور و غلماں ہیں پاپولر کے فین
ذکر رہتا ہے اس کا صبح و شام
پاپولر کی ادائگی کا ہنر
نہیں سب شاعروں کے بس کا کام
وہ جو آواز کو بدلتا ہے
یہ بھی اس کا ہنر ہے اس پہ تمام
زور پر فارمینس پر وہ کیسے نہ دے
جب ہیں سامع مشاعروں میں عوام
نہیں لکھتا مزاح وہ ایسے
جیسے داڑھی بناتے ہیں حجّام
نہیں اس کے یہاں وہ پھکڑ پن
جو ظرافت میں آجکل۔ ہے عام
قد میں اس سے بڑے بھی ہیں شاعر
لکھے کس طرح جائیں سب کے نام

ہے بہت ہی طویل یہ فہرست
یہ کہانی یہاں نہ ہوگی تمام
وطنِ پاک کے مزاح نگار
رکھتے ہیں اپنا ایک خاص مقام
یہ جو سیّد ضمیر جعفری ہیں !
ہیں مرے بعد وہ تمہارے امام
یا یوں کہ اس کا جو تخلّص ہے
اک صداقت ہے یہ بھی بے ابہام
نام ہر دل عزیز اگر ہوتا
نہیں ہوتا جہاں میں اس کا نام
نہیں اس کے یہاں وہ عریانی
جو ظرافت پہ اب ہے ایک الزام
حق تو یہ ہے کہ اس کے ہیومر میں
نہیں ولگیریٹی برائے نام

اس کا طنز و مزاح شستہ ہے
اس کو ننگا نہ کر سکا حمّام
عورتوں پر وہ کیوں کرے حملے
وہ تو بہنوں کو کہتا ہے مادام
سنتے ہیں پاپولر کی کوشش ہے
وہ ریسرچ اب کرے بہ حسن تمام
کام مشکل ہے پاپولر صاحب
نہیں یہ ریس زحمتِ یک گام
ہم نے دیکھے ہیں وہ بھی پی۔ ایچ۔ ڈی
جن سے تحقیق ہو گئی بدنام!
ایسے ہر ڈاکٹر سے اچھّا ہے
ایک کمپونڈر جو ہے گمنام
ایسی تحقیق پر پی۔ ایچ۔ ڈی سے
ہو گئی یونیورسٹی بدنام ——!

ایسی تحقیق پر محقق کو ــــــ!
نہ تو خلعت ملے نہ کچھ الزام!
ایسی تحقیق پر ہو تحقیقات
تاکہ نکلے ادب میں مال حرام
ایسی تحقیق کرنے والے کو
کچھ سزا ہو کہ جیسے حبس دوام
اسکو یوں قید با مشقت ہو
نہ لے تحقیق کا کبھی وہ نام!
پاپولر ہے پڑھا لکھا شاعر
جانتا ہے وہ جرم کا انجام
وقت ہنس کر گذار دے اپنا
شاعری میں ہے اسکی یہ پیغام
ہمیں امید ہے کہ پاپولر
واقعی کر دکھائے گا کچھ کام

دلاور فگار
کراچی پاکستان

"محبّت کا پرخُلوص نذرانہ"

اعجاز الدین پاپولر میرٹھی کے مزاحیہ کلام کا یہ اولین مجموعہ "ہنس کر گزار دے" طنز و مزاح کا ایک بے مثل شہکار ہے۔ فی البدیہہ تاریخی قطعہ قلم سے قرطاس پر آگیا ہے جو میرے جذبات کا آئینہ اور اس نوجوان مزاحیہ شاعر کیلئے محبت کا پرخلوص نذرانہ ہے۔

دلی مبارکباد کیساتھ پیش کرتے ہوئے بارگاہِ ربّ العزت میں دست بدعا ہوں کہ آئندہ بھی ان کی زبان و قلم سے جو تخلیقات منظرِ عام پر آئیں وہ محبانِ اردو کیلئے نادر تحفہ ہوں اور یہ دنیائے ادب میں اور زیادہ پاپولر ہوں

قطعۂ تاریخ

آئینۂ خیال ہے "ہنس کر گزار دے"
اعجاز کا کمال ہے "ہنس کر گزار دے"
قیصر مزاح و طنز منور کئے ہوئے
۲۹۶
شہکارِ بے مثال ہے "ہنس کر گزار دے"

۲۹۶ + ۱۷۰۱ = ۱۹۹۷ء

خادم ادب
قیصر زیدی تسوی
صدر اترپردیش اردو مجلس میرٹھ

۱۱۷، بی فسٹ فلور چھتہ علی رضا
میرٹھ شہر ۲۵۰۰۰۲

قلم برداشتہ

پاپولر میرٹھی کے ہیں بے مثل
طنزیہ اور مزاحیہ اشعار

نام "ہنس کر گزار دے" بھی ہے خوب
ہوگا مقبولِ دہر یہ شہکار

قطعہ اک اک ہے ابتذال سے پاک
اور پُر مغز، دل نشین افکار

مقصدیت کا رنگ ہے اِن میں
اور نہایت بلند ہے معیار

ہے زبان و بیاں کی خوبی بھی
اہلِ فن! رشکِ دُرِ شہوار

جن کو حاصل ہے عالمی شہرت
پاپولر میرٹھی ہیں وہ فنکار

نام روشن ہے ان سے بھارت کا
مثلِ ماہ و ثوابت و سیّار

آپ "ہنس کر گزار دے" پڑھیے
کہ ہنسی بھی ہے مثلِ رقصِ بہار

پھول بن جائے گی کلی دِل کی
ہوں گے وجہِ نشاط لیل و نہار

کیوں نہ مجھ کو عزیز ہوں راغب
پاپولر ہیں بہت ہی خوش اطوار

راغب مرادآبادی

(شکاگو، شمالی امریکہ)

۹ر نومبر ۱۹۹۴ء

منفرد لب و لہجے کے مزاحیہ شاعر پاپولر میرٹھی

سیّد اعجاز الدین شاہ جو مزاحیہ شاعری میں ادبی نام پاپولر میرٹھی سے مشہور ہیں منفرد لب و لہجہ سے مزاحیہ شاعری کرتے ہیں ان کی شاعری میں رکاکت کا عنصر بالکل نہیں ہوتا اور اسی لئے نقادانِ فن کا کہنا ہے کہ مزاحیہ شاعری میں رکاکت سے بچنا نہایت مشکل ہے اور جو شاعر اس پر قادر ہے وہ یقیناً بڑا شاعر ہے۔

پاپولر میرٹھی واقعات سے مزاح پیدا کرتے ہیں اور وہ عہد حاضر کے معاشی معاشرتی، اور سیاسی مسائل کو اپنی شاعری کا ہدف بناتے ہیں اسی لئے انکی شاعری مزاحیہ شاعری میں خوشگوار اضافہ ہے اور طنز و مزاح کے ان نشتروں سے وہ معاشرتی، معاشی اور سیاسی حالات کی اصلاح کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

مزاحیہ شاعری میں پہلا معلوم شاعر جعفر زٹلی ہے، سودا کے ہجویہ قصیدے بھی مزاح اور طنز کی عمدہ مثال ہیں لیکن ان قصیدوں میں ہجو کا عنصر زیادہ ہے اکبر الہ آبادی مزاحیہ شاعری کا منفرد نام ہے، اکبر کے بعد ظریف لکھنوی، ظریف دہلوی، سید محمد جعفری، ظریف جبلپوری، ضمیر جعفری، دلاور فگار، اور انور مسعود، معتبر نام ہیں انہی ناموں میں اب ایک نیا نام پاپولر میرٹھی

کا بھی ہے اور اپنی مزاحیہ شاعری سے وہ اِس صف میں کھڑے ہونے کے پوری طرح مستحق ہیں۔

تابشؔ دہلوی

کراچی پاکستان

ہردل عزیز "پاپولر"

جواب ان کا نہیں ہے مزاح میں کوئی
ہر ایک شعر وہ اتنا لزیز کہتے ہیں
فقط ہمی نہیں کہتے ہیں انکو پاپولر
نگار" بھی انہیں ہر دل عزیز کہتے ہیں

احمدؔ علوی

حمد پاک

بقائے عزم جواں لاالہ الا اللہ
ہے دیں کی روحِ رواں لاالہ الا اللہ

ہے دولتِ دل دجاں لاالہ الا اللہ
رہے گا وردِ زباں لاالہ الا اللہ

فضائیں ساری لرزا ٹھیں قصرِ باطل کی
لبوں پہ آیا جہاں لاالہ الا اللہ

ہے لاالہ کے صدقے وجود کون ومکاں
نہ بھول جانا میاں لاالہ الا اللہ

ادھر نگاہ اٹھاتے رہو عقیدت سے
لکھا ہوا ہو جہاں لاالہ الا اللہ

سکونِ قلب نظر صرف لاالہ کا فیض
اثر نواز فغاں لاالہ الا اللہ

اسی کے صدقے بہاروں کی شان زیبائی
شبابِ باغِ جناں لاالہ الا اللہ

خموشی کفر کی اے پاپولر کرے انکار
مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الا اللہ

نعتِ اقدس

مدینے کی تمنّا سب سے افضل — مدینے کا نظارہ سب سے افضل
مسلسل سبز گنبد دیکھتا ہوں — نگاہوں میں ہے جلوہ سب سے افضل
حبیبِ کبریا کہتے ہیں جن کو — وہی ہیں سب سے اعلیٰ سب سے افضل
ہم اُسکے اُمتی ہیں کیا یہ کم ہے — دو عالم میں جو ٹھہرا سب سے افضل،
بتایا ہے حبیبِ کبریا نے — عبادت کا طریقہ سب سے افضل
رسولِ پاک سا کوئی نہیں ہے — نبی میرے ہیں تنہا سب سے افضل
نبیؐ کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے — یوں ہی ہیں میرے آقا سب سے افضل،

تمہیں اے پاپو کر معلوم ہوگا
مدینہ ہے مدینہ سب سے افضل

قطعاتؑ

آپریشن

پاپولر میرا تخلّص ہے یہی اعجاز ہے
میرا جو بھی شعر ہے دُنیا میں سرافراز ہے
آپریشن خوب ہی مضمون کے کرتا ہوں میں
ذہن میرا نوکِ نشتر کی طرح ممتاز ہے



عاشقی

عاشقی میں بُرا بھلا کیا ہے
کون کیسی ہے سوچنا کیا ہے
خوبصورت تو وہ نہیں لیکن
"مُفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے"

طلاق

کیوں قیامت بپا کرے کوئی
دل سے دل کو جُدا کرے کوئی
کہہ گیا ہوں میں تین بار طلاق
"کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی"

تانگہ

غزل گوئی کے پیچھے کیوں پڑا ہے
کوئی چھوٹا کوئی مصرعہ بڑا ہے
صدا آئی غزل جب اُس نے چھیڑی
اَبے جلدی سے پڑھ تانگہ کھڑا ہے

جیب

دیکھتا کیسے اُس کا ننگا پن
صُبح دی شرٹ، شام نیکر دی
جیب کترا جو سامنے آیا
میں نے خود جیب سامنے کر دی

نورِ نظر

یار دکھیں کا بھی مجھے رکھا نہ حرص نے
ہر وقت رُوتا رہتا ہوں نُورِ نظر کو میں
بیٹے کی جان جائے گی بچ جائیگی بہو
"یہ جانتا تو آگ لگاتا نہ گھر کو میں"

کبابی

باپ نے بیٹے کو خط لکھا کہ اے نورِ نظر
اے شرابی۔ اے کبابی۔ اے جواری بد چلن
تجھ پہ اے بیٹے خدا کا قہر نازل ہو نہ جائے
"تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن!"

دُولہا

وقت نکاح ہم جو تھے دُولہا بنے ہوئے
بُلوایا عورتوں نے سلامی کے واسطے
ہم رُخصتی کے وقت یہی کہہ کے چل پڑے
"لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے"

نڈھال

یہ بارِ غم نہیں اُٹھتا کمال ہے پیارے
تو ہٹّا کٹّا ہے پھر بھی نڈھال ہے پیارے
ہے چند روزہ مُصیبت سے اتنا خوف تجھے
یہ زندگی تو مُسلسل وبال ہے پیارے

مردِ مجاہد

سالے کی بس ایک دھونس جھکا دیتی ہے سر کو
تو حوصلے میں کتنا ہے یہ جان گئے — ہم
چلتا نہیں خود اپنی ہی بیوی پہ ترا زور —
"اے مردِ مجاہد تجھے پہچان گئے — ہم"

کمر

خیالات کی ڈور مضبوط لیکر
حسینوں کی نازک کمر باندھتے ہیں
عجب قوم ہے دوستو شاعروں کی
"رگِ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں"

تار

ہم جئیں گے نہ محبت کا اثر ہونے تک
عُمر کٹ جاتی ہے دیوار کو در ہونے تک
جیتے جی تار بھی ممکن ہے نہ تم تک پہونچے
"خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک"

کانٹا

ایکسرے دیکھ کے بے ساختہ سرجن نے کہا
تیرے بھیجے میں بھی احساس کا کانٹا نکلا
حُسن والوں نے بہت جم کے کیا ہے پتھراؤ
"تیرے سر میں تو بڑا کام رفو کا نکلا"

شاعرہ

میرے ذوقِ ادب کو دیر میں آرام آئے گا
کہیں پچھلے پہر تک شاعرہ کا نام آئے گا
ابھی تو سلسلہ ہے شاعروں کی بے نوائی کا
"صُراحی آئیگی خُم آئیگا تب جام آئے گا"

صُورت

شُکر ہے چھیڑ چھاڑ کی تہمت
اب کبھی اس کے سر نہیں آتی
کیسا سُرمہ لگالیا اُس نے
"کوئی صُورت نظر نہیں آتی"

اِضطراب

کیفیتِ سرور نہیں بے خودی نہیں
دِل مُبتلا ہے آج بہت اضطراب میں
گنّے کے رس کا مجھکو مزا آ رہا ہے کیوں
"ساقی نے گُڑ ملا نہ دیا ہو شراب میں"

جَشنِ رقیب

شیرازۂ حواس پریشاں کیے ہوئے
کب تک پھروں میں چاک گریباں کیے ہوئے
جشنِ رقیب کیوں نہ منالوں میں اپنے گھر
"مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے"

آبرو

سلیقہ کچھ بھی نہیں تجھکو شعر کہنے کا
غزل کی داد اگر ہم نہ دیں تو، تو کیا ہے
ہم ایسے لوگوں نے شہرت کا تاج بخش دیا
"وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے"

دیوانے

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو
کس کا یہ مصرعہ ہے مت پوچھو میاں جانے دو
صرف یہ دیکھو کہ کس شان سے پڑھتے ہیں غزل
شعر جسکے بھی یہ فرماتے ہیں فرمانے دو

لنگڑا

اوروں پہ کرم کرکے تو ہو جائے گا رُسوا
اے باغ کے مالی ہے تجھے اسکی خبر بھی
چوسہ ہو دسہری ہو سفیدہ ہو کہ لنگڑا
"اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی"

گدھا

بے وفاؤں کو بھی پابند وفا کہتے ہیں
سادہ دِل ہوتا ہے جو اسکو گدھا کہتے ہیں
آپ تنقید کا ہرگز نہ کریں کوئی خیال
"ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں"

تیر انداز

بات تو جب ہے ملاؤ اس طرح مجھ سے نظر
جیسے ٹکرا دے کوئی شمشیر سے شمشیر کو
ایسی صورت میں نشانہ کوئی بن سکتا نہیں
"کیسے تیر انداز ہو سید دکھاتو کر لو تیر کو"

رانجھا

میں پیچھے پیچھے جس کے بہت دُور تک گیا
اس کے قریب پہونچا تو روِیا نظر کو میں
جس کو میں ہیر سمجھا تھا رانجھا تھا دوستو
"حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں"

ماجرا

یہ بلاؤں کا سلسلہ کیا ہے
میری تقدیر میں لکھا کیا ہے
ہر برس ایک ساتھ دو بچے
"یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے"

دوا

فرض کیوں کر ادا کرے کوئی
کیا وفا بے وفا کرے کوئی
یہ کسی حال میں نہیں ممکن
"میرے دکھ کی دوا کرے کوئی"

شادی

شادی جو ہوگئی تو دُلھن گھر میں آئے گی
بربادیِ حیات کا ساماں کیے ہوئے
اِس سے تو یہ بھلا ہے کہ ہم یونہی یا پولر
بیٹھیں رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

زبان

فنکار ہم ہیں ذہن کی اُونچی اُڑان ہے
دُنیا یہ جانتی ہے ہماری جو شان ہے
بیگم کہو گی ہم کو کہاں تک بُرا بھلا
"بس چُپ رہو ہمارے بھی مُنہ میں زبان ہے"

نوکر

تم کنواری رہ کے شوہر ڈھونڈتی رہ جاؤ گی
دیکھ لینا زندگی بھر ڈھونڈتی رہ جاؤ گی
جلد سے جلد اپنے گھر میں نوکری دے دو مجھے
ورنہ بے اجرت کا نوکر ڈھونڈتی رہ جاؤ گی

دیوانہ

یہ کہہ رہا تھا سرِ راہ ایک دیوانہ
میں کیا بتاؤں محبت میں کیا ہوا حاصل
عجیب چیز ہے ٹیڑھی نگاہ ظالم کی
"کسی کا حال بگاڑا کسی کا مستقبل"

تعمیرِ پختہ

شہرِ سخن میں ہوتا ہے جب بھی مُشاعرہ
پڑھتا نہیں ہوں میں کبھی پیمنٹ کے بغیر
تعمیرِ پختہ اس کو سمجھتا نہیں ہوں میں
بنتا ہے جو مکان بھی سمنیٹ کے بغیر

رشک و حسد

غزلوں کے دائرے میں پڑھا جارہا ہوں میں
رستے میں ارتقا کے بڑھا جا رہا ہوں میں
رشک و حسد سے دیکھ رہے ہیں مجھے رقیب
سب پر بخار بن کے چڑھا جارہا ہوں

مُتشاعر

شاعروں میں آجکل تھوڑے مُتشاعر بھی ہیں
دیکھکر ایسوں کو محفل سے کھسک جاتا ہوں میں
آتے ہی اسٹیج پر کہتے ہیں کتنی شان سے
اب توجہ کیجیۓ ارشاد فرماتا ہوں میں

ڈھولک

بزم مشاعرہ میں تھے افراد تین چار
سونی پڑی ہوئی تھی یونہی بزم باوقار
اس کا سبب بھی کیوں نہ بتادوں میں آپ کو
تھا گھر میں سامعین کو ڈھولک کا انتظار

مآل

شعر اچھے ہیں فن اچھا ہے کمال اچھا ہے
دیکھنا سب یہ کہیں گے کہ خیال اچھا ہے
دوستو تم کو سناؤں گا نئے شعر ابھی
"وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے"

سیلابِ بلا

اس گرانی میں مرے ساتھ ہیں بارہ بچے
ٹھوکریں کھائے گا یہ قافلہ کیا میرے بعد
میری بیگم نے کبھی یہ نہیں سوچا آخر
"کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد"

دادِ سخن

غالبِ وقت بھی دیتا ہے مجھے دادِ سخن
آپ کی نظروں میں میری غزل اچھی نہ سہی
سب پہ چھا جاتا ہوں میں پڑھ کے ترنّم سے غزل
،،گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنیٰ نہ سہی،،

غلط بات

باپ اور ماں کی غلط بات بھی ہنس ہنس کے سہو
چُپ رہو چُپ بھی رہو چُپ بھی رہو چُپ بھی رہو
یہ نئے دور کی تہذیب بھلا کیا جانیں
،،اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو،،

تلوار

بُزدِل محاذِ جنگ پہ جائے تو رو کے دو
دَم توڑ دے نہ لاشوں کے انبار دیکھکر
بلوے کا نام سُن کے جو کھو دے حواس بھی
حیراں ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھکر "

وَبال

سر پھرا کہتی ہے مجھے دُنیا
اس جہاں میں مری مثال کہاں
بیوی بچوں سے مجھکو کیا مطلب
"میں کہاں اور یہ وبال کہاں"

نجومی

میری قسمت کا ستارا ہے چمکنے والا
میرے بارے میں یہ ووٹر کا خیال اچھا ہے
اس بھروسے پہ الیکشن میں کھڑا ہوں میں بھی
"اک نجومی نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے"

ہنگامہ

یہ تصادم کا سلسلہ کیا ہے
بے وقوفی کی انتہا کیا ہے
ایک ہی باپ کے ہیں سب بیٹے
"پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے"

ٹیلی فون

اُن کا خیال چھایا ہے دل اور دماغ پر
خوابوں میں بھی مجھے نظر آتا ہے ٹیلی فون
کرتا ہوں فون انکو تو ملتی ہے یہ سزا
ابّا کی اُن کے ڈانٹ پلاتا ہے ٹیلی فون

بم رہنے دے

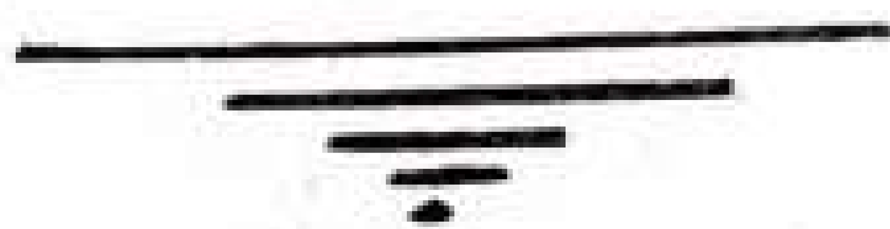
میں ہوں جس حال میں اے میرے صنم رہنے دے
تیغ مت دے میرے ہاتھوں میں قلم رہنے دے
میں تو شاعر ہوں میرا دل ہے بہت ہی نازک
میں پٹاخے ہی سے مر جاؤں گا بم رہنے دے

رائیگاں

سوچتا ہوں کہ آج محفل میں
آبرو رائیگاں نہ ہو جائے
ہپّی کٹ بال والے شاعر پر
شاعرہ کا گماں نہ ہو جائے

انوکھے کارنامے

بے رُخی کو بھی نوازش کی ادا کہنا پڑا
مصلحت تھی زہر پی کر بھی دوا کہنا پڑا
بے وقوفی کے انوکھے کارنامے دیکھ کر
اچھے خاصے لیڈروں کو بھی گدھا کہنا پڑا



سیاہی

صبح کا نورِ سیہ رات کا عنواں نکلا
داغِ پوشیدہ جو تھا وہ بھی نمایاں نکلا
شیخ کی داڑھی میں بھی دل کی سیاہی نہ چھپی
"قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا"

کوچۂ جاناں

میرؔ کی عظمت و توقیر سے بیگانہ رہے
صاحبِ عقل نہ تھے کوچۂ جاناں والے
میرؔ کو دیکھ کے یوں دیتے تھے اکثر آواز
"ادھر آ، آ، ابے او چاک گریباں والے"

غافل

اندازِ بے رُخی کو کرم جانتا رہا
ترے سلوک سے کبھی بددل نہیں رہا
سہتا رہا میں جیل کی اک عمر سختیاں
"لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا"

پتّھر کے صنم

کسی نے شاگرد نے بھی لب نہ کھولے داد کی خاطر
ہزار افسوس خُود اپنے بھی پتّھر کے صنم نکلے
کسی نے بھی نہیں پوچھا ترنّم کے نہ ہونے سے
"بڑے بے آبرو ہوکر تری محفل سے ہم نکلے"

تقریب

عرضِ ہنر پہ داد کی سوغات چاہیئے
اس بات کے لیے مجھے اک رات چاہیئے
کر لو تم اپنے گھر پہ کسی دن مشاعرہ
"تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیئے"

عاشقی

بال بکھرائے ہوئے سخت ہراساں نکلا
چاکِ دل، چاکِ جگر، چاکِ گریباں نکلا
مجھ سا عاشق تیرا کوئی ہو کم بخت رقیب
"جو تیری بزم سے نکلا وہ پریشاں نکلا"

ج.

یارانِ نکتہ داں

وہ جوش ہوں کہ جگر ہوں فراق ہوں کہ مجاز
قدم ہر ایک کے اکثر اُٹھے یہاں کیلئے
جو شخص چاہے غزل آکے مجھ سے لکھوا لے
"صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے"

غالب و مومن

دورِ حاضر کا ہمیں غالب و مومن کہیے
ہم بلا سے کسی قابل نہیں لیکن کہیے
اپنے شاگردوں نے اس بات کو شہرت دیدی
یا پولر کو ادب و شعر کا محسن کہیے

منظومات

نیا بنجارہ نامہ

اس باپ سے ناطہ توڑ لیا۔ جس باپ کا تھا بیحد پیارا
تو مال ہڑپ کر بیٹھا ہے ۔ روتا ہے خُسر بھی بیچارا
دستوں میں آگ ہی نکلے گی۔ کھائے گا اگر تو انگارا
تو مال اور دھن کے چکّر میں پھرتا ہے عبث مارا مارا
سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

کیا فائدہ رسوا ہونے سے رسوائی کا آغاز نہ کر
جس حال میں تو ہے اچھا ہے اب آرزوئے اعزاز نہ کر
خوابوں کی انوکھی دنیا میں، تو حد سے سوا پرواز نہ کر
دولت سے وفا ناممکن ہے دولت پہ زیادہ ناز نہ کر
سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

شوہر کی تباہی کی خاطر۔ بس ایک ہی عورت کافی ہے
یہ بات نہ سب پر ظاہر ہو تو صاحبِ دولت کافی ہے
دس بیس عمارت کیا ہونگی۔ بس ایک عمارت کافی ہے
انجام سمجھنے کی خاطر شداد کی جنت کافی ہے
سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

چھ کاریں ہیں، دو کاروں کو خیرات میں دے دے اچھا ہے
تو قوم کے خدمتگاروں کو خیرات میں دے دے اچھا ہے
جو کچھ ہے وہ غم کے ماروں کو خیرات میں دے دے اچھا ہے
تو اپنی زمیں ناداروں کو خیرات میں دے دے اچھا ہے
سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

لینی ہیں دُعائیں تجھکو اگر ہر موڑ پہ پائپ لگوا دے
ٹوٹی ہوئی نالی بنوا دے کھودا ہوا نالا بنوا دے
وہ جس کا سہارا کوئی نہیں تو سر پہ دوپٹہ ڈلوا دے
میکے میں جو روتی ہے اس کو تو گھر کا رستہ دِکھلا دے
سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

سُنتا ہوں کمائی ہے تیری دو چار ارب اللہ اللہ
حیرت ہے گناہوں پر تیرے ٹوٹا نہ غضب اللہ اللہ
پھیلا ہوا دھندہ ہے تیرا تا حدِّ عرب اللہ اللہ
دنیا کی محبّت چھوڑ کے تو اچھّا ہے کر اب اللہ اللہ
سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا



چلو دِلدار چلو

ہے بہت موڈ میں اسوقت دِل زار چلو
تم مرے ساتھ چلو اور لگاتار چلو
پھاڑ میں ڈالو ہر وقت کی دیوار چلو
کہیں گمراہ نہ ہو جائے یہاں پیار چلو
ہم ہیں جب دونوں محبّت میں گرفتار چلو
چلو دلدار چلو چاند کے پار چلو

یہ جو دنیا ہے یہ ہم کو نہیں ملنے دے گی
عُمر بھر اپنی جگہ سے کہیں ہلنے دے گی
عشق کے چاکِ گریباں کو نہ سِلنے دے گی
پیار کے غنچوں کو ہر گز نہیں کھلنے دے گی
ایسے عالم میں مناسب نہیں انکار چلو
چلو دلدار چلو چاند کے پار چلو

ڈالتے رہتے ہیں ڈورے یہ زمانے کے حسیں
اپنی نظروں میں ہیں ایسے کئی غارتگرِ دیں
تم کو اس بات کا احساس کوئی ہے کہ نہیں
دِل نہ پڑ جائے کسی غیر کے چکر میں کہیں
مِری مانو تو ابھی چھوڑ کے گھر بار چلو
چلو دِلدار چلو چاند کے پار چلو

رہ کے اس دنیا میں تم نے ابھی دیکھا کیا ہے
بس یہ سوچا کہ محبّت کا تقاضہ کیا ہے
رشتے داروں کی عنایت کا بھروسہ کیا ہے
ساتھ ہم ہیں جو تمہارے تمہیں کھٹکا کیا ہے
اب تو رہنے دو بہت ہو چکی تکرار چلو
چلو دلدار چلو چاند کے پار چلو

خوفِ رسوائی کوئی چاند کی دُنیا میں نہیں
فکرِ تنہائی کوئی چاند کی دُنیا میں نہیں
اور سودائی کوئی چاند کی دُنیا میں نہیں
آپ کا بھائی کوئی چاند کی دُنیا میں نہیں
خوش نصیبی کے نظر آتے ہیں آثار چلو
چلو دلدار چلو چاند کے پار چلو

"آدمی تھے کام کے"

جیب میں جب اپنے تھے پیسے بہت
یاد آتے ہیں وہ دن آرام کے
وقت سے پہلے ضعیفی آ گئی
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے"

اُمّیدوار میں بھی ہُوں

میں بیقرار ہوں مدّت سے ممبری کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلادو اسمبلی کیلئے

میں ایک عُمر سے ہوں مُفلسی کی چادر میں
نہیں ہے روکھی بھی روٹی مرے مقدّر میں
میرا سفینہ ہے آلام کے سمندر میں

میں ایک بوجھ ہوں خود اپنی فیملی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلادو اسمبلی کیلئے

ٹکٹ کے واسطے غیرت بھی بیچ سکتا ہوں
میں خاندان کی عزت بھی بیچ سکتا ہوں
کہے تو اپنی شرافت بھی بیچ سکتا ہوں

مجھے سکون ہے در کار زندگی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

نواز و صف مجھے مہربانی فرما کر
میں وعدہ کرتا ہوں اک اک سے قسم کھا کر
کہ پانچ سال سے پہلے یہاں کبھی آ کر

بنونگا باعث زحمت نہیں کسی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

ہر ایک طرح کی تگڑم سے آشنا ہوں میں
جو رہزنوں سے نہیں کم وہ رہنما ہوں میں
ملی جو کرسی تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوں میں

ہزار راہیں ملینگی سنگلم پیری کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

فریب دینے کی فطرت کوئی حرام نہیں
میری نگاہ میں رشوت کوئی حرام نہیں
رقم ملے کسی صورت کوئی حرام نہیں

بہت ضروری ہے رشوت یوں آدمی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلادو اسمبلی کیلئے

کروں گا قبضہ میں خالی پڑی زمینوں پر
نہ آئے تاکہ شکن آپ کی جبینوں پر
رہے گی خاص نوازش میری حسینوں پر

عوامی کام کروں گا عوام ہی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلادو اسمبلی کیلئے

کرے گا قتل بھی کوئی تو میں بچا لوں گا
اُسے پناہ میں اپنی میں خود چھپا لوں گا
اسی بہانے میں اچھی رقم کما لوں گا

مجھے ترسنا پڑے گا نہ پھر خوشی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

کسی کا بھی ہو عبادت کدہ میں ڈھا دوں گا
جہاں بھی ہو گی عمارت کھنڈر بنا دوں گا
میں جھگڑا مندر و مسجد کا بھی مٹا دوں گا

میں ایکتا کا پجاری ہوں ہر کسی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

وہ سکھ ہو ہندو مسلمان یا ہو عیسائی
مری نظر میں سب ایسے ہیں جسطرح بھائی
اگر کسی پہ کسی قسم کی بلا آئی!

میں خیر خواہ نظر آؤں گا سبھی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

ہنو نہ اس پہ کہ اُمیدوار گنجا ہے
کہ سخت میرے خیالات کا شکنجا ہے
جو چلنے دے نہ کسی کو وہ میرا پنجا ہے

میں اچھا شخص ہوں ہر اچھے آدمی کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلا دو اسمبلی کیلئے

ھُنر پرست ہوں ہر صاحب ہنر کی قسم
فراقؔ و جوشؔ کی اصغرؔ کی اور جگرؔ کی قسم
ہلالؔ و ناظمؔ و شہبازؔ دیا پولرؔ کی قسم

میں کام آؤں گا شاعر برادری کیلئے
ٹکٹ مجھے بھی دلادو اسمبلی کیلئے

"گھبرائیں کیا"

ڈاکٹر کو بے سبب بلوائیں کیا
ڈھونڈنے کوئی مسیحا جائیں کیا
جان خطرے میں ہے واثق کی مگر
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

فکرِ شادی کی ہے

زندگی کے لئے اور کیا چاہیئے
روز چندے کا اک سلسلہ چاہیئے
باوفا چاہیئے بے وفا چاہیئے
کوئی ساتھی ہو اچھا بُرا چاہیئے
عشق کے واسطے عُمر کی قید کیا
عشق کے واسطے حوصلہ چاہیئے
اس بُڑھاپے میں بھی فکرِ شادی کی ہے
آپ کو آئینہ دیکھنا چاہیئے
عُمر کر لوں گا اپنی وہیں پہ بسر
صرف اس کی گلی کا پتہ چاہیئے
جو دُلھن کے لئے خطرہ جان ہو
ایسی لعنت کا اب خاتمہ چاہیئے

ٹکڑموں سے جہاں کام بنتا نہ ہو ـــ!
سکۂ زر وہاں پھینکنا چاہیے
تاکہ اسٹیج کی کچھ تو زینت بڑھے ـــ
جیسی مل جائے اک شاعرہ چاہیے
زُھد کی آڑ میں گل کھلانے ہیں کچھ ؛
پیرہن اک مجھے گیروا چاہیے
صرف باتوں سے جو مطمئن کر سکے
ایسا نیتا کوئی ڈھونڈنا چاہیے
ہر طرف امن ہے ہر جگہ چین ہے
اب ڈھنڈورا یہی پیٹنا چاہیے
ایک شاعر کی مقبولیت کے لئے
ٹینٹوا شرط ہے ٹینٹوا چاہیے
بزم میں وہ بھی ہیں اُن کی امّی بھی ہیں
پاپولر کے لئے اور کیا چاہیے

پھٹا نیکر

شہر میں آیا کہیں سے ایک بیچارا غریب
جس کے ننگے جسم کو تھی اک پھٹی نیکر نصیب
دیکھتا کیا ہے عمارت اک کھڑی ہے شاندار
لکھّا ہے عبداللہ بلڈنگ جس پہ با رُعب و وقار
جب بڑھا آگے تو پھر عبداللہ ہوٹل آ گیا
جس کی رونق دیکھ کے کچھ دیر کو چکرا گیا
چلتے چلتے راہ میں عبداللہ فارم آ گیا
جس کے پھیلاؤ کو دیکھا دیکھتا ہی رہ گیا
اور جب آگے بڑھا عبداللہ کالونی ملی
بس یہاں سے جیسے اسکی کھوپڑی ہی پھر گئی

ایسا کھسیا یا وہ یکطرفہ عطائیں دیکھ کر
جیسے جھنجلائے کوئی اپنی خطائیں دیکھ کر
اپنے نیکر کو اتارا اُس نے چلتے روڈ پر
اور بولا آسماں کی سمت نیکر پھینک کر
یا خُدا کرتا ہوں اس کچھے پہ لے میں آخ تھو
دے دے عبداللہ کو میرا پھٹا نیکر بھی تو

"سب جیل میں ہیں"

ایک جیلر نے کیا یہ ایک قیدی سے سوال
ترا ہمدم اس بھری دنیا میں کیا کوئی نہیں

کیوں کوئی آتا نہیں ہے تجھ سے ملنے کیلئے
اک تو ہی ایسا ہے جسکو پوچھتا کوئی نہیں

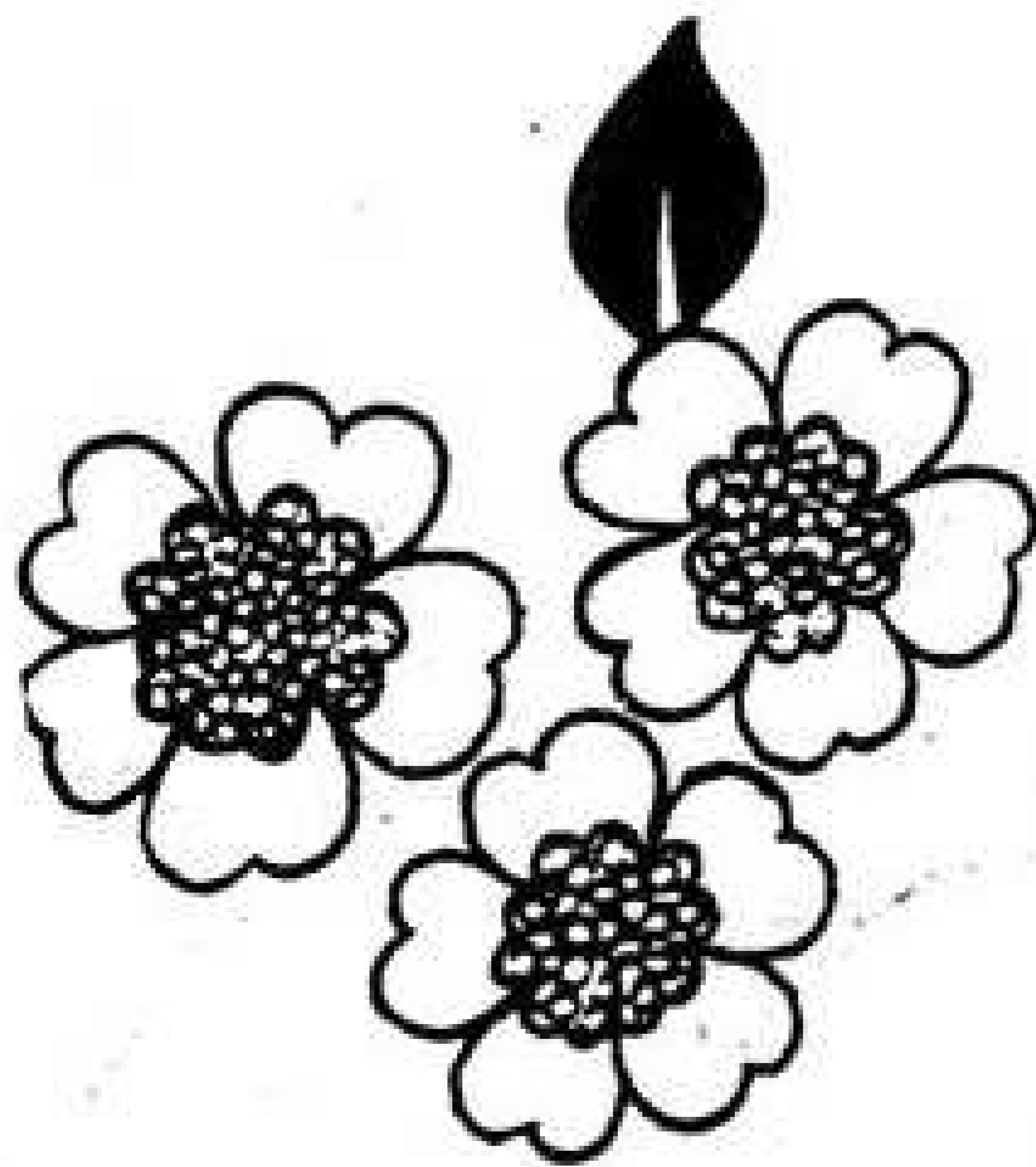
بولتا کیوں جھوٹ وہ قیدی نے جیلر سے کہا
جیل سے باہر ہمارا آشنا کوئی نہیں

جتنے رشتے دار میرے ہیں یہیں موجود ہیں
اس طرف محمود وہ مقصود وہ مسعود ہیں

پیار کا اظہار

توبہ توبہ پیار کا اظہار ٹیلی فون پر
دوستوں سے کرنا ذکرِ یار ٹیلی فون پر!
چار عاشق کر رہے تھے تذکرہ معشوق کا
ایک جیسی گفتگو تھی چار ٹیلی فون پر
رابطہ قائم اگر کرنا ہے اہلِ حُسن سے
راستہ پہلے کرو ہموار ٹیلی فون پر
تم ریسور کو اُٹھا لینا نہ بھولے سے کبھی
گالیاں بکتے ہیں بدکردار ٹیلی فون پر
شاعروں کے گھر پہ ٹیلی فون ہونا چاہیئے
تاکہ دُنیا سُن سکے اشعار ٹیلی فون پر
کاش ایسا کارنامہ ہو کوئی سائنس کا
دیکھ لے ہر شخص حُسنِ یار ٹیلی فون پر

جب یہ عالم ہو تو سمجھیں پھر حقیقت کس طرح
سامنے اقرار اور انکار ٹیلی فون پر
اس سے ملکر گفتگو کر لو اگر ہے پاسِ عشق
پاپولر اچھی نہیں تکرار ٹیلی فون پر



گلے باز شاعر

گلے بازی کیلئے ملک میں مشہور رہیں ہم
شعر کہنے کا سوال آئے تو مجبور رہیں ہم
اپنے اشعار سمجھنے سے بھی معذور رہیں ہم
فن سے غالب کے بہت دور بہت دور رہیں ہم

اپنی شہرت کی الگ راہ نکالی ہم نے
کسی دیواں سے غزل کوئی چرا لی ہم نے

سرقۂ فن پہ سبھی صاحب فن جھوم اُٹھے
شعر ایسے تھے کہ اربابِ سخن جھوم اُٹھے
لالہ رُخ جھوم اٹھے شعلہ بدن جھوم اُٹھے
شیخ جی جھوم اُٹھے لالہ مدن جھوم اُٹھے

کل جو قائم تھا ہمارا وہ بھرم آج بھی ہے
یعنی اللہ کا مخصوص کرم آج بھی ہے

کہیں نو سو ہمیں ملتے ہیں کہیں ڈیڑھ ہزار
چاہنے والے ہیں اتنے کہ نہیں کوئی شمار
اک اک شعر کو پڑھواتے ہیں سب دس دس بار
یا الٰہی نہ ہو آواز ہماری بیکار

ہو گی آواز جو بیکار تو مر جائیں گے
"مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

روز رہتے ہیں سفر میں ہمیں سب جانتے ہیں
نازش و حافظ و خیام ہمیں مانتے ہیں
کتنے ہی غالب دوراں ہمیں گردانتے ہیں
نور بھیا ہوں کہ تاباں سبھی پہچانتے ہیں

روز ہوتے ہیں وطن میں اَدبی ہنگامے
ایک دن میں کئی آجاتے ہیں دعوت نامے

آزمایا گیا اک دن سرِ محفل ہم کو
جب کسی نے نہیں سمجھا کسی قابل ہم کو
لوگ کہنے لگے ہر سمت سے جاہل ہم کو
نقلی شہرت نے کچھ اتنا کیا بددل ہم کو

دیکھتے ہیں ہمیں نفرت سے زمانے والے
مر گئے سارے ہی کیا ہم کو بلانے والے

جبڑا توڑ کر

پاسباں تو رکھ ہی دیتا سر ہمارا توڑ کر
رکھ نہ دیتے ہم اگر ظالم کا ڈنڈا توڑ کر

جذبۂ انسانیت سے اپنا رشتہ توڑ کر
ڈاکوؤں کیا مِل گیا شاعر کا جبڑا توڑ کر

کچھ نہ ہاتھ آیا تو پھر اُتنا ہی رنجیدہ ہوا
چور جتنا خوش تھا میرے گھر کا تالا توڑ کر

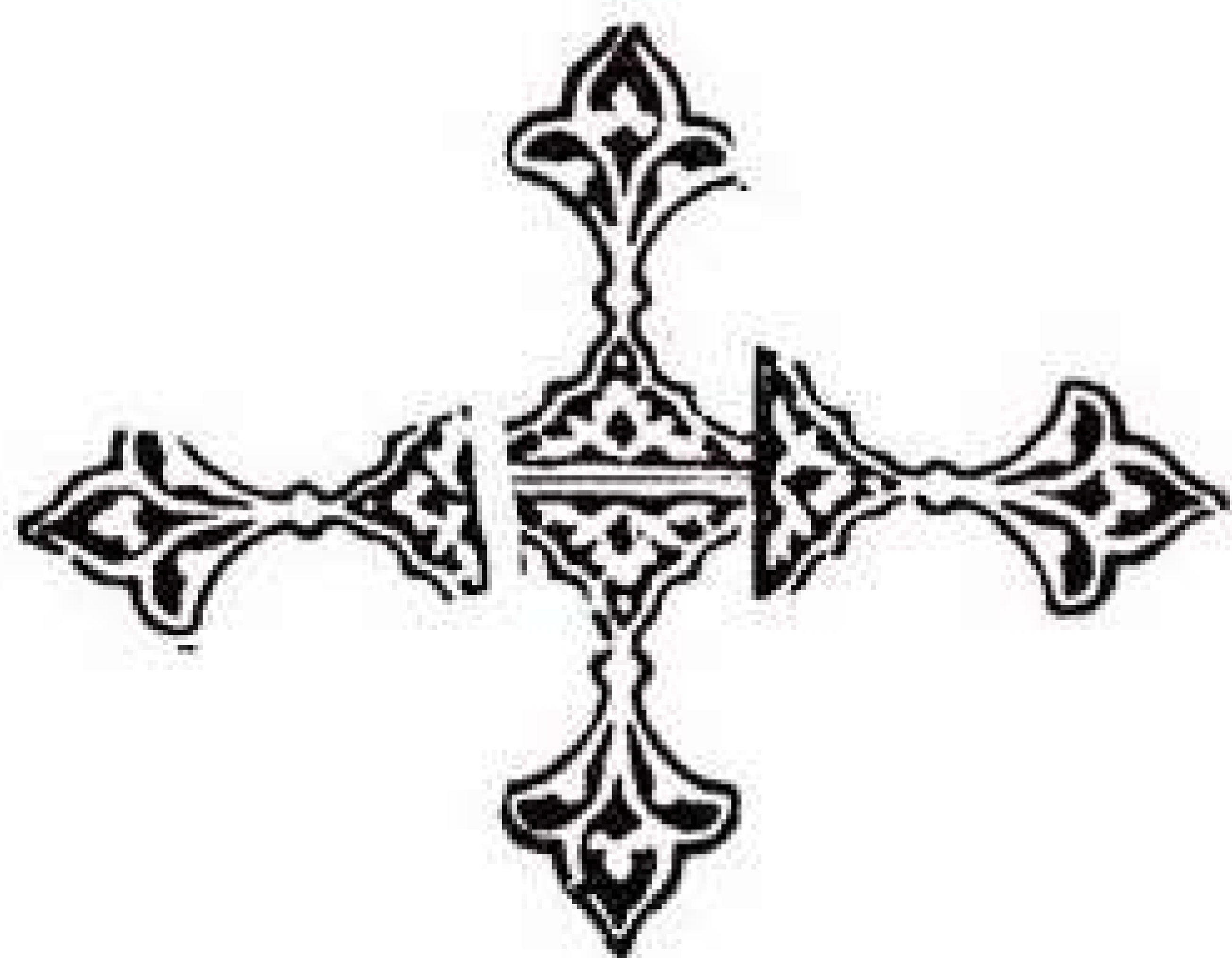
دیکھتا بیوی کو تھا اور ساس آتی تھی نظر
رکھ دیا جھنجلا کہ میں نے اپنا چشمہ توڑ کر

کیا کہوں تم سے سلوک اپنے کرایہ دار کا
گھر سے نکلا بھی تو ظالم گھر کا زینہ توڑ کر

تیر پھینکا اس نے میری سمت یہ کہتے ہوئے
ہے مزا تو جب نکل جائے یہ سینہ توڑ کر

تیرے انجکشن سے میرا حال پتلا ہو گیا
اب تو ہی اے ڈاکٹر جیسے ہو اس کا توڑ کر

پا پولر میں نے کہا تھا اس سے مت انگڑائی لے
کیا ملا اُس کو بتاؤ گھر کا شیشہ توڑ کر



اکیسویں صدی

فریاد کرنے والوں کے کام آ رہے ہیں ہم
لنکا میں جھنڈا امن کا لہرا رہے ہیں ہم
دنیا کو اپنا حوصلہ دکھلا رہے ہیں ہم
آپس میں اپنی قوم کو لڑوا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

خورشیدِ آرزو کی کرن بیچتے ہوئے
ہے جس میں آشیاں وہ چمن بیچتے ہوئے
غیروں کے ہاتھ رازِ وطن بیچتے ہوئے
کرسی پہ کتنی شان سے منڈلا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

فتنہ کہیں اٹھا ہے تو کیا گھر کی بات ہے
خاطر شکن فضا ہے تو کیا گھر کی بات ہے
کشمیر جل رہا ہے تو کیا گھر کی بات ہے
ہٹلر کی داستان کو دہرا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

امریکہ اور رُوس کی خیرات کی قسم
تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی رات کی قسم
ہر روز ہونے والے فسادات کی قسم
دُنیا کو ایکتا کی طرف لا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

پاک اور بنگلہ دیش خفا ہے تو کیا ہُوا
تبت کو چین چھین چکا ہے تو کیا ہُوا
نیپال آج ہم سے خفا ہے تو کیا ہُوا
بتلاؤ اس کے باپ کا کیا کھا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

بیکار ہے یہ رنج کہ ہے کوئی پائمال
یہ فکر کس لئے ہے کہ روشن نہیں ہے حال
بس ارتقا کی دوڑ میں اتنا رہے خیال
بھارت کو انترکش میں لے جا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

دشمن نہیں ہیں امن کے ہم مان جائیے
قاتل کسی کے ہم نہیں پہچان جائیے
نیتا کے اس بیان پہ قربان جائیے
بوفورس میں دلالی کہاں کھا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

مخصوص اضطراب کا عالم لئے ہوئے
ہاتھوں میں اپنے امن کا پرچم لئے ہوئے
غارت گری کا دل میں نیا غم لئے ہوئے
دنیا میں پروقار نظر آ رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

سمجھو ذرا بغور ہمارے بیان کو
چھو کر ترقیوں کے بلند آسمان کو
دیکر زبان وعدوں کی اردو زبان کو
سلجھے ہوئے دماغوں کو الجھا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

مسجد کو توڑنے کا ارادہ کبھی نہ تھا
مندر بنایا جائے یہ سوچا کبھی نہ تھا
مذہب سے اپنا کوئی بھی رشتہ کبھی نہ تھا
لڑتے کہاں ہیں لوگوں لڑوا رہے ہیں ہم
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

قاتل ہمارے ساتھ مسیحا ہمارے ساتھ
ہے کتنے اعتماد سے جنتا ہمارے ساتھ
پبلک کا ٹھاٹھیں مارتا دریا ہمارے ساتھ
ہستی بے ثبات پہ اترا رہے ہیں ہم!
اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں ہم

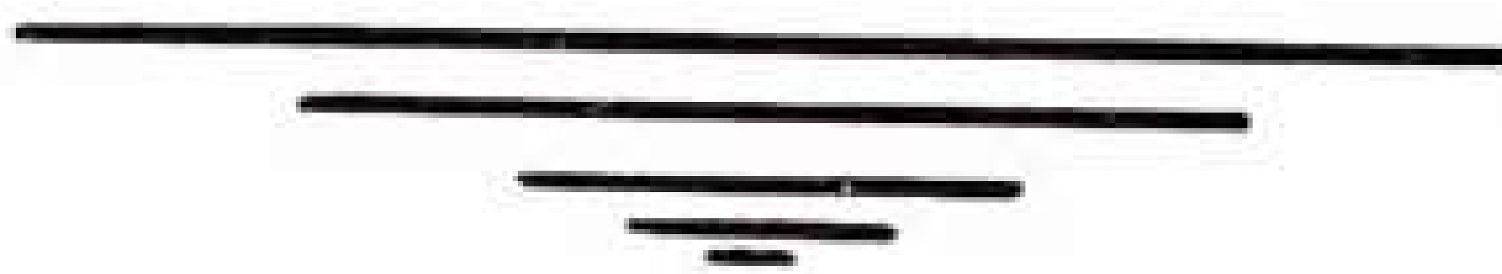
اہتمامِ ولیمہ

زبیدہ ، حمیرہ ، صبیحہ ، نسیما
چلو آج سب کو دکھا دوں سنیما
ہوئی شیخ صاحب کی چھ بار شادی
نہ اب تک ہوا اہتمامِ ولیمہ
جو بازو کی طاقت پہ نازاں بہت ہیں
بنا دوں گا میں اُن رقیبوں کا قیمہ
خدا جانے کب حادثہ پیش آئے
محبت سے پہلے کرا اپنا بیمہ
بہت پہلے ہو جائیں گے بچے بالغ
بس اُن کو دکھاتے رہو تم سنیما

میری عُمر کیا ہے یہ کیوں پوچھتے ہو
کہیں عشق کا جوش ہوتا ہے دھیما

پہن کر زنانوں کے کپڑے پھر رہے
تجھے میں کریمن کہوں یا کریما -----

بلا کی پلائی تھی ساقی نے کل شب
سرور اب بھی ہے یا ہو کر دھیما دھیما



وحشتِ دل

اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

پہلی بار آئی دُلہن سسرال وہ بھی بے نقاب
شرم آنکھوں سے چھلکتی ہے نہ ہے پیکر پہ آب
جیسے رُخ پر جھرّیاں ہوں جیسے بالوں میں خضاب

کرکرا سا ہو گیا شادی کا حاصل کیا کروں
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

کان کس کے گرم کردوں چانٹا کس کے جھاڑ دوں
کس کا دامن پھاڑ دوں کس کا گریباں پھاڑ دوں
محفلِ احباب میں وحشت کا جھنڈا گاڑ دوں

شر پسندوں کا ہے اک ریلا مقابل کیا کروں
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

کس کو میں بیکار کردوں کس کی آنکھیں پھوڑ دوں
کس کے بازو کاٹ دوں کس کی کلائی موڑ دوں
سب مخالف ہیں یہاں کس کس کے سر کو پھوڑ دوں

بڑھ رہی ہیں الجھنیں منزل بہ منزل کیا کروں
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

بے عمل ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ دیندار وں میں ہیں
پارسا کہتے ہیں خود کو جو ستمگار وں میں ہیں
سُرخ دھبے خون کے گلیوں میں بازاروں میں ہیں

ہر طرف مجھکو نظر آتے ہیں قاتل کیا کروں
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

اپنی بیکاری سے تنگ آکے جو میں مرنے گیا
جس گھڑی میں نے پہاڑی سے تھا چاہا کودنا
اپنی باری پہ مریں یہ ایک صاحب نے کہا

جینا ناممکن ہے مرنا بھی ہے مشکل کیا کروں
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

شاعروں کے قرب کو اچھا سمجھتی ہی نہیں
یں کہ شوہر ہوں مجھے اپنا سمجھتی ہی نہیں
شہر میں رتبہ ہے جو میرا سمجھتی ہی نہیں

روز بیوی سے مری ہوتی ہے کِل کِل کیا کروں
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

"منسٹر بنے گا تو"

اس مرتبہ بھی آئے ہیں نمبر تیرے تو کم
رسوائیوں کا کیا میری دفتر بنے گا تو
بیٹے کے سر پہ دیکھ چپت باپ نے کہا
پھر فیل ہو گیا ہے منسٹر بنے گا تو

گلے کی حفاظت

جوان بازو میں طاقت بہت ضروری ہے
ہمارے بچوں کو کثرت بہت ضروری ہے
تری نگاہِ عنایت بہت ضروری ہے
لگی ہو پیاس تو شربت بہت ضروری ہے
اگر ہو خرچ زیادہ قلیل ہو تنخواہ ——
تو یہ سمجھ لو کہ رشوت بہت ضروری ہے
انھیں کوئی بھی نہیں پوچھتا جو بزدل ہیں
یقین جانئے ہمت بہت ضروری ہے
پولیس والوں کو میرا یہ مشورہ دیدو ——
کہ پاسباں کی مرمت بہت ضروری ہے

جوان شخص اگر ہے تو کوئی بات نہیں
مگر بڑھاپے میں عورت بہت ضروری ہے

کہیں نہ شانِ ترنُّم پہ حرف آجائے
میاں گلے کی حفاظت بہت ضروری ہے

تم اپنا عیب چھُپانا ہی چاہتے ہو تو پھر
جنابِ شیخ کی دعوت بہت ضروری ہے

سُنا یہ ہے کہ زمانے کا غم بھُلانے کو
شراب پینے کی عادت بہت ضروری ہے

بناؤ یا پولراب دوستی ٹی وی والوں کو
ہمارے دور میں شہرت بہت ضروری ہے

آج کے شاعر

تان سین ایسی تان رکھتے ہیں
اپنے سینے میں جان رکھتے ہیں
جو بڑی آن بان رکھتے ہیں
ساتھ میں پان دان رکھتے ہیں

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

جب بھی بزمِ سخن میں جاتے ہیں
بے ارادہ ہی گنگناتے ہیں
اہمیت اپنی یوں جتاتے ہیں
خود کو اُستاد کہتے جاتے ہیں

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

بات کرنے کا بھی نہیں ہے شعور
جنکی ناک ہے بس جناب و حضور
عقل سے دور فہم سے مجبور
فکر کے زخم شعر کے ناسور

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

بس جہالت پہ ناز کرتے ہیں
وقتی عزت پہ ناز کرتے ہیں
جھوٹی عظمت پہ ناز کرتے ہیں
سستی شہرت پہ ناز کرتے ہیں

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

آنکھ میں ڈھیٹ میل کانوں میں
بیٹھے رہتے ہیں چائے خانوں میں
درج ہیں نام جنکے مقبانوں میں
جو غزل بیچتے ہیں پانوں میں

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

کبھی سودا کا میر کا چربہ
کبھی داغ و امیر کا چربہ
یا وسیم و نظیر کا چربہ
حد تو یہ ہے حقیر کا چربہ

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

دیدہ ور کے بھی جو مُخالف ہیں
کم نظر کے بھی جو مُخالف ہیں
ہمسفر کے بھی جو مُخالف ہیں
پاپولر کے بھی جو مُخالف ہیں

ایسے شاعر بھی ہم نے دیکھے ہیں

=

"پاکباز"

سچ تو یہ ہے کہ خود لفنگے ہیں
پھونکنے والے جھاڑنے والے
چاہے جیسی نگاہ سے دیکھیں
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

شیطان آدھا رہ گیا

فتح کرنے کیلئے میدان آدھا رہ گیا
آدھا پورا ہو گیا ارمان آدھا رہ گیا

قرض جتنوں نے لئے تھے ہو گئے سب لاپتہ
شمع کی مانند گھل کر خان آدھا رہ گیا

کانگریس اور جنتا دل میں بٹ گئے صوبے تمام
پھر تو یوں کہیئے کہ ہندوستان آدھا رہ گیا

مانتا ہوں میں کہ تیری میزبانی کم نہ تھی
لوٹ کر پھر کیوں تیرا مہمان آدھا رہ گیا

سرحدوں پر جنگ کا انجام تھا سر پر سوار
ڈر کے مارے فوج کا کپتان آدھا رہ گیا

تیرا آدھا کام خود انسان ہی کرنے لگے
کام تیرا اب تو اے شیطان آدھا رہ گیا

آپ کی ایسے میں آخر میں تواضع کیا کروں
آپ کے آئے قدم جب نان آدھا رہ گیا

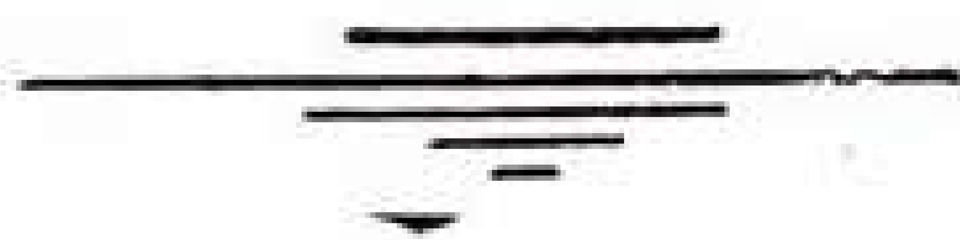
بار ہا میں کہہ چکا اس چور سے ہشیار رہ
تیرے کمرے کا ہر اک سامان آدھا رہ گیا

ناج جتنا تھا وہ سب مُکھیا کی بھینسیں چر گئیں
اور کلو رام کا کھلیان آدھا رہ گیا

والدہ راضی ہیں اُنکی اور والد ہیں خفا
اب تو شادی کا میری امکان آدھا رہ گیا

آہ اب دو چارپائی کی بھی گنجائش نہیں
کھنچ گئی دیوار اور دالان آدھا رہ گیا

لڑ جھگڑ کر یا بولر وہ اپنے گھر کو چل دیا
شاعری رخصت ہوئی دیوان آدھا رہ گیا



میں وزیر ہوں

یارو مجھے سلام کرو میں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کرو میں وزیر ہوں

محسوس کر رہا ہوں میں خود کو تھکا ہوا
رُخ پر نقاب گردِ سفر ہے پڑا ہوا
مجھ پر نہیں شراب کا نشّہ چڑھا ہُوا
کم ہمتی کا مجھ سے ہے رشتہ جُڑا ہُوا

تم پہلے نذرِ جام کرو میں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کرو میں وزیر ہوں

دولت کسی بھی طرح سے آئے سمیٹ لو
ہاتھ آئے پھر نہ ہاتھ سے جائے سمیٹ لو
دامن میں جس قدر بھی سمائے سمیٹ لو
کیوں غیر اپنا ہاتھ بڑھائے سمیٹ لو

پیغام میرا عام کرو میں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کرو میں وزیر ہوں

سر پر نہیں ہے تاج مگر میں ہوں تاجدار
ایسا کرو کہ باقی رہے میرا اقتدار
کچھ مجھ سے فیض اٹھا لو عزیزانِ باوقار
چمکاؤ روز میری سیاست کا کاروبار

روشن خود اپنا نام کرو میں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کرو میں وزیر ہوں

دکھڑا مجھے سناتے ہو یہ کیا مذاق ہے
ٹھلوؤں کو ساتھ لاتے ہو یہ کیا مذاق ہے
تحفے بغیر آتے ہو یہ کیا مذاق ہے
سر بھی نہیں کھجاتے ہو یہ کیا مذاق ہے

نیندیں نہ تم حرام کریں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کرو میں وزیر ہوں

کیا نذر پیش کرنے کی بھی اہلیت نہیں
اتنی بڑی دوکان اور انسانیت نہیں
انکار اگر کروگے تو پھر خیریت نہیں
دو چار چیلوں کی کوئی حیثیت نہیں

ملے مجھ سے تم نہ دام کرو میں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کرو میں وزیر ہوں

تم میرا بوجھ سر پہ اُٹھا کر لئے چلو
ہے میرا بنگلہ چند قدم پر لئے چلو
آتا ہے مجھکو دیر سے چکر لئے چلو
بے بس ہوں ڈال پہ بستر لئے چلو

اتنا تو احترام کر دیں وزیر ہوں
کچھ خاص اہتمام کر دیں وزیر ہوں

"ہماپروین"

اب نہ دیکھوں گا کوئی خواب حسیں
اب کروں گا نہ تم سے چھیڑ کہیں
اے میری جان اے ہما پروین
ایک دو تین چار پانچ نہیں
سب خطائیں میری معاف کرو
آئینہ اپنے دل کا صاف کرو

خُدا خیر کرے

ایک بیوی کئی سالے ہیں خدا خیر کرے
کھال سب کھینچنے والے ہیں خدا خیر کرے

تن کے وہ اجلے نظر آتے ہیں جتنے یارو
مَن کے وہ اتنے ہی کالے ہیں خدا خیر کرے

کوچۂ یار کا طے ہوگا سفر اب کیسے
پاؤں میں چھالے ہی چھالے ہیں خدا خیر کرے

میرا سسرال میں کوئی بھی طرفدار نہیں
اُنکے ہونٹوں پہ بھی تالے ہیں خدا خیر کرے

کیا تعجب ہے کسی روز ہمیں بھی ڈس لیں
سانپ کچھ ہم نے بھی پالے ہیں خدا خیر کرے

ایسی تبدیلی تو ہم نے کبھی دیکھی نہ سُنی
اب اندھیرے نہ اجالے ہیں خدا خیر کرے

ہر ورق پر ہے چھپی غیر مہذب تصویر
کتنے بیہودہ رسالے ہیں خدا خیر کرے

پا پولر ہاتھ میں کٹّا ہے تو بستے میں ہیں بم
بچّے بھی کتنے جیالے ہیں خدا خیر کرے

زلزلہ

زلزلہ آتا تھا آئے دن کسی اک شہر میں
جوش کچھ بڑھتا ہی جاتا تھا خدائی قہر میں
زلزلہ آتا رہا۔ آتا رہا۔ آتا رہا
شہر والوں کا بالآخر حوصلہ جاتا رہا
ایک گھر کے سرپرستوں نے کیا مل جل کے طے
جانے کب ہو جائے کیا زندگی خطرے میں ہے
لازمی ہے اس فضا میں ہم سب احتیاط ہی کریں
چھوٹے چھوٹے بچوں کو ماموں کے گھر پر بھیج دیں
کم سے کم ان کم سنوں پر تو وبال آنے نہ پائے
اپنا جو بھی حشر ہو ان پر زوال آنے نہ پائے

الغرض بچّوں کو ماموں کے یہاں پہونچا دیا
تھا جہاں امکاں حفاظت کا وہاں پہونچا دیا
گھر کی ہر اک شے تھی بچّوں کی شرارت کا شکار
آگیا دو چار دن کے بعد ہی ماموں کا تار
بچّوں کو واپس بلا کر مجھ پہ یہ احساں کریں
ان کے بدلے میرے گھر میں زلزلوں کو بھیج دیں

وہ مشاعرہ کوئی اور ہے

ترے تن کے پردے میں جلوہ گر کوئی اور تھا کوئی اور ہے
جو حسین شعر نہ کہہ سکے۔ وہ میرے سوا کوئی اور ہے
مجھے ان دنوں یہی فکر ہے کہ کدھر نگاہ کرم کر دں
مجھے چاہتا کوئی اور ہے مجھے مانگتا کوئی اور ہے
مجھے نوٹ جب ملا بیس کا۔ تو سمجھ میں خود ہی یہ آگیا
جہاں دو ہزار کی بات تھی وہ مشاعرہ کوئی اور ہے
تو خلوصِ دل سے یہ عہد کر۔ کہ رہے گا ساتھ تو عمر بھر
نہ یہاں مرا کوئی اور ہے نہ یہاں ترا کوئی اور ہے
تو ہے تیرہ بچوں کی ماں تو کیا۔ ابھی کچھ بڑھے گا یہ قافلہ
بخدا انشاطِ اُمید کا ابھی مرحلہ کوئی اور ہے

ہو لطے جو شادی کا مرحلہ۔ مرا رنگ روپ نکھر گیا
ہوا آئینے کا جو سامنا مجھے یوں لگا کوئی اور ہے
مجھے اک نجومی نے روک کر یہ یقیں دلایا تھا پاپولر
اُسے چاہتا ہے کوئی اور ہے مجھے چاہتا کوئی اور ہے



"ماروتی کار"

مانگ کے لایا ہوں اک دوست سے ماروتی کار
اُسکے ابّا کو یقیں ہے میرا حال اچھا ہے
میرے جھانسے میں وہ اک روز ضرور آئیگا
دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

مشاعرہ ہوگا

بس ایک ہفتے میں اپنا مشاعرہ ہوگا
ہوا ہے بھابی کے بیٹا مشاعرہ ہوگا

نہ ساز و رقص کی محفل نہ بزم قوالی
ہماری شادی میں تنہا مشاعرہ ہوگا

تمہیں بتاؤ گلے باز شاعروں کے بغیر
اگر ہوا بھی تو کیسا مشاعرہ ہوگا

اٹھیں ہزار صدائیں مشاعرے کے خلاف
ہمارا دعویٰ ہے ہوگا مشاعرہ ہوگا

بلا بلائے بھی ممکن ہوا تو جاؤں گا
کسی کا ہوگا کہیں کا مشاعرہ ہوگا

جو بدنصیبی سے کل کو ملازمت نہ رہی
شکم کا اپنے سہارا مشاعرہ ہوگا

کیا ہے آنے کا وعدہ خمار صنا نے
ہمیں یقیں ہے کہ اچھا مشاعرہ ہوگا

کسی کا جشنِ ولادت کسی کا یومِ وفات
یونہی ہمیشہ ہمارا مشاعرہ ہوگا

سنا ہے باپ بنیگا اب ایک بچے کا
ہمارے سالے کا سالا مشاعرہ ہوگا

ہمارے شہر میں ہیں پاپولر بہت شاعر
سب آئیں تو کئی دن کا مشاعرہ ہوگا

شہر چھوڑ جاؤں گا

اک تم ہی ہو تیں جان کی دشمن
پھر مجھے کوئی فکر ہی کیا تھی
سازشیں روز کرتے رہتے ہیں
میری سالی بھی میرے سالے بھی
کل سرِ شام ہی کی بات تو ہے
تیرے ابّا نے مجھکو گالی دی!
شاعروں میں ذلیل کرنے کو
مجھ پہ پھینکے گئے ٹماٹر بھی

اب تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا
لوٹ کر پھر کبھی نہ آؤں گا

اے مری گُل بدن کی بہری ماں
سُن لیا تونے، کیا کہا میں نے
جوتے کھانے کی کوئی حد بھی ہے
پالیا عشق کا صلہ میں نے
تہمتیں ساری کر گیا برداشت
سُن لیا سب بُرا بھلا میں نے
روک سکتا نہیں کوئی مجھکو
کرلیا ہے یہ فیصلہ میں نے

اب ترا شہر چھوڑ جاؤں گا
لوٹ کر پھر کبھی نہ آؤں گا

اب تیرے شہر کا یہ عالم ہے
ہوتے رہتے ہیں بے سبب بھی فساد
شیشۂ دل کسی کا صاف نہیں
عام ہے بغض۔ کینہ۔ اور عناد
داد کی جن سے کچھ توقع تھی
وہ بھی کرنے لگے ہیں اب "بے داد"
کرفیو کا ہی خوف رہتا ہے
روز رہتا ہے خطرۂ اُفتاد

اب ترا شہر چھوڑ جاؤں گا
لوٹ کر پھر کبھی نہ آؤں گا

ہائے میری برادری کے لوگ
دیکھتے ہیں مجھے رقابت سے
میں نے جن کو محبتیں دی ہیں
وہ بھی تکتے ہیں چشمِ نفرت سے
سابقہ مجھ کو پڑتا رہتا ہے
روز اک فتنۂ قیامت سے
ذلتیں آئے دن کروں برداشت
باز آیا میں ایسی ہمت سے

اب ترا شہر چھوڑ جاؤں گا
لوٹ کر پھر کبھی نہ آؤں گا

جس پہ نازاں ہیں تیرے رشتے دار
وہ جہالت کہاں سے لاؤں میں
روز روز اپنے سر کو منڈواؤں
ایسی ہمّت کہاں سے لاؤں میں
جس کے مُنہ سے میں گالیاں دِلواؤں
ایسی عورت کہاں سے لاؤں میں
سب سے میں ایک ساتھ بھڑ جاؤں
وہ شجاعت کہاں سے لاؤں میں

اَب تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا
لوٹ کر پھر کبھی نہ آؤں گا

کاروبارِ فریب میں گم ہیں
رہبرانِ وطن سے جی گھبرائے
ڈھونڈھتے رہتے ہیں بنائے فساد
شیخ اور برہمن سے جی گھبرائے
مشاعرہ ہے کون شاعر کون
بحثِ اہلِ سخن سے جی گھبرائے
یا پولرِ ہوٹلوں میں جاؤں اگر
تو سیاست کے فن سے جی گھبرائے

اب تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا
لوٹ کر پھر کبھی نہ آؤں گا

رُسوا ہو گیا نا

ہمارا عشق رُسوا ہو گیا نا
تمہارا خواب پُورا ہو گیا نا

کہا تھا میں نے بے پردہ نہ آنا
جہاں میں حشر برپا ہو گیا نا

شب وصل آج باتوں ہی میں گذری
سحر آئی اُجالا ہو گیا نا

یقیناً اس کو شادی راس آئی
وہ دو دن میں توانا ہو گیا نا

سمجھتا تھا جواں اپنے کو واعظ
ہوئی شادی تو بُوڑھا ہو گیا نا

رقیبوں کا جو خود ہی سرغنہ تھا
وہ آخر میرا سالا ہو گیا نا

مزاج اس کا ملے کیسے کسی سے
پولیس میں وہ دروغا ہو گیا نا

محبت میں مجھے برباد کر کے
کلیجہ تیرا ٹھنڈا ہو گیا نا

کہاں سے لائے ہو کالی سی بیوی
اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا نا

نہ کر دنیا میں دنیا کا بھروسہ
بالآخر تو اکیلا ہو گیا نا

ملی شہرت ادب میں پاپولر کو
وہ ذرے سے ستارا ہو گیا نا

مشورہ

زندگی کی راہ میں بیکار رہنا ہے گناہ
مجھ سے اب دیکھا نہیں جاتا ترا حالِ تباہ
کوئی بزدل کا نہیں ہوتا جہاں میں خیر خواہ
موت کی وادی میں کھو جانا ہے رسوائی کی راہ
خودکشی کے واسطے تیار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بے کار کیوں ہے کچھ تو کر

تو ببولوں کی کٹیلی شاخ پر بیلے لگا
جنگلی بوٹی پہ کر کے تبصرے میلے لگا
کچھ نہ بن پائے تو پھر بازار میں ٹھیلے لگا
سنترے یا سیب یا انگور یا کیلے لگا
زندگی کی راہ ناہموار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بے کار کیوں ہے کچھ تو کر

یہ جتا دے اب کہ فنکاری میں تو ہے بے مثال
مار کے ڈینگیں دکھا دے بے کمالی کا کمال
سب کے ذہنوں پر بٹھا دے حسنِ مستقبل کا جال
تو نجومی بن کے یاروں کو بتا قسمت کا حال
اس قدر مایوس اور ناچار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بے کار کیوں ہے کچھ تو کر

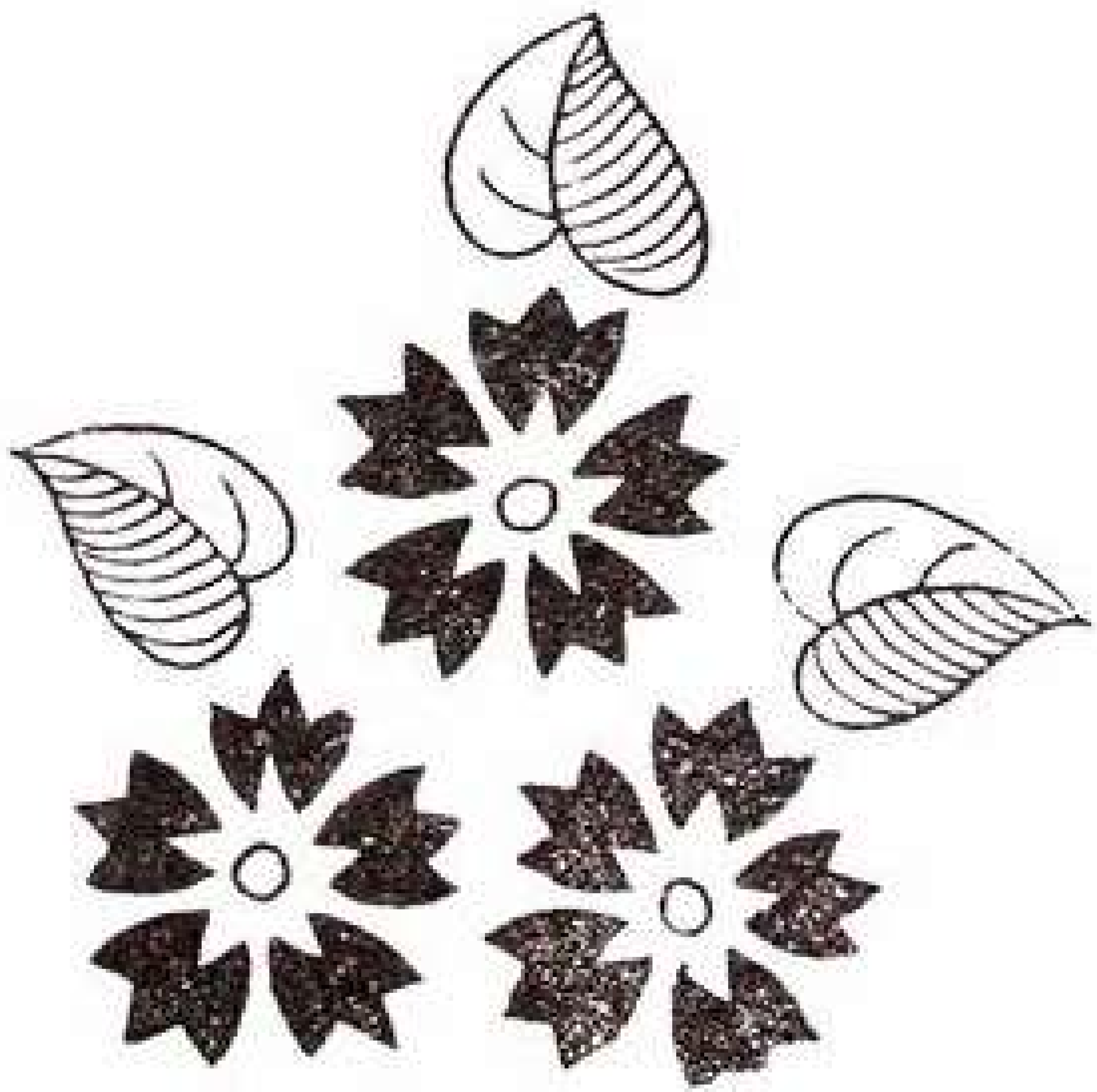
ہر مرض کا صرف ہے تعویذ سے ممکن علاج
دیکھیے جسکو بھی صوفی جی کا دیوانہ ہے آج
گردشِ ایام خود اپنا بدل دے گی مزاج
کیا عجب بھر دے ترا دامن عقیدت کا خراج
مفت میں رسوا سرِ بازار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بے کار کیوں ہے کچھ تو کر

لیکے چل روزانہ چندے کی رسیدیں ہاتھ میں
ہے روا ہر قسم کی روزی بُرے حالات میں
تو کہیں بھی جھول آنے دے نہ اپنی بات میں
روشنی کچھ تو ضروری ہے اندھیری رات میں
کام کچھ کرنے سے تو بیزار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بے کار کیوں ہے کچھ تو کر

کون کہتا ہے کہ تو یوں مُفلسی کا غم اٹھا
بن کے نیتا قومی یکجہتی کا تو پرچم اٹھا
ناز جنتا کا ہر اک عالم میں تو پیہم اٹھا
رہبری کا فائدہ زائد اٹھا یا کم اٹھا
خود ہی بربادی کا ذمے دار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بے کار کیوں ہے کچھ تو کر

دھوپ سے بیچارا چھڑا۔ سائے میں آکر بیٹھ جا
زندگی بھر کیلئے دولت کما کر بیٹھ جا
بنک سے تو قرض لے لے اور دبا کر بیٹھ جا
یا کسی زردار کے چونا لگا کر بیٹھ جا

اپنے دادا کی طرح نادار کیوں ہے کچھ تو کر
اے مرے لختِ جگر بےکار کیوں ہے کچھ تو کر



یوسُف میاں

رہو گے یونہی ہیچ بن کے رسوائے جہاں کب تک
زُلیخا کی ادا اپناؤ گے یوسُف میاں کب تک

گئے تو تھے مگر سُسرال سے واپس چلے آئے
بھلا سالوں کی ہم برداشت کرتے گالیاں کب تک

کسی دِن چنداخورو کھُل ہی جائے گی حقیقت بھی
ملیں گی تم کو چندے کے سہارے روٹیاں کب تک

حَسینوں کیا ہمارے نام سے بھی ہے تمہیں نفرت
پُکاروگے ہمیں کہکر فلاں ابنِ فلاں کب تک

تو جب انگڑائی لیتا ہے تو شیشے ٹوٹ جاتے ہیں
لیے جائے گا شیشہ توڑ انگڑائیاں کب تک

دلاؤ گے اگر غیرت تو غیرت آ ہی جائے گی
رہیں گے بھیڑیے بن کر ہمارے شیر خاں کب تک

زمانہ ہنس رہا ہے تم پہ لئے بے عقل دیوانو
گلی میں اس کی ترڑواتے رہو گے ہڈّیاں کب تک

کسی بندے کا گھر دیکھو اگر ہمّت ہے کچھ تم میں
خدا کے گھر میں یوں کرتے رہو گے چوریاں کب تک

کبھی کچھ بیچ دیتا ہوں کبھی کچھ بیچ دیتا ہوں
کریں گے میرا گھر برباد آخر مہماں کب تک

بہت گستاخ ہیں میری تمنّائیں مگر یارو
کسے معلوم ہے یہ سر کریں گی چوٹیاں کب تک

سزائے گمرہی ملکر رہے گی پاپولر اس کو
نہ آئے گی چھری کے سائے میں بکرے کی ماں کب تک

میرؔ و غالبؔ

ایک شاعر نے غزل بھیجی کسی اخبار میں
تاکہ شہرت ہو ادب کے معتبر بازار میں

کچھ دنوں تو اُسکو چھپنے کا رہا اک انتظار
پہنچا آخر مالکِ اخبار کے دربار میں

ہو کے برہم جاتے ہی شکوہ ایڈیٹر سے کیا
یہ تو بتلائیں کمی کیا تھی مرے اشعار میں

آپ کو یہ کیا خبر تھا مجھکو کتنا اضطراب
نیند ہفتوں تک نہ آئی دیدۂ بیدار میں

یہ ایڈیٹر نے کہا میں چھاپتا کیسے غزل
وہ بلندی ہی نہ تھی جو چاہیئے افکار میں

شعر کوئی خانۂ دل میں اُترتا ہی نہیں
نامناسب یہ کمی ہے کاوشِ فنکار میں

جسکو کہتا ہے زمانہ غیر معیاری کلام
چھپ نہیں سکتا کبھی ہرگز مرے اخبار میں

سُن کے اس ریمارک کو مغموم شاعر نے کہا
میر و غالب بھی نہیں کچھ آپ کے دربار میں

کلیاتِ میر سے لکھکر غزل لایا تھا میں
آہ وہ بھی چھپ نہ پائی آپ کے اخبار میں

رقیبِ روسیہ

مجھے کچھ تو تسلّی اے دِلِ ناکام ہو جائے
زمانے میں رقیبِ رُوسیہ بدنام ہو جائے

ابھی دُنیا تو واقِف ہی نہیں میری کرامت سے
میں نیبو کو اگر چھو دوں تو یارو آم ہو جائے

محبّت کا رچا لوں ڈھونگ میں بھی یہ گوارا ہے
اگر شادی پہ آمادہ کوئی گلفام ہو جائے

ابھی تو ناز نخرے اُس کے سب برداشت کرنے ہیں
کھسک جاؤں میں چُپکے سے جو میرا کام ہو جائے

میں اپنے دِل میں بس اتنی تمنّا لیکے آیا ہوں
تمہاری ہی گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

گدھے جتنے ہیں سب اپنی جگہ لیڈر نظر آئیں
سیاست کی وبا اتنی وطن میں عام ہو جائے
اگر میں جانشینِ حضرتِ فرہاد ہو جاؤں
بآسانی یہیں پر زندگی کی شام ہو جائے
غزل کے شاعروں کو پا پو لر کھڑ کر لو پوچھے گا
جو اندازِ سخن میرا جہاں میں عام ہو جائے



بس کر اللہ

دھوم کے ساتھ ایک مُلاّجی کی جب شادی ہوئی
گل فشاں پیہم بہارِ خانہ آبادی ہوئی

ایک درجن پھول جب دامن کی زینت بن گئے
یعنی بارہ چاند گھر آنگن کی زینت بن گئے

رحمت اللہ، شوکت اللہ، برکت اللہ تھا کوئی
عظمت اللہ، حشمت اللہ، حکمت اللہ تھا کوئی

تھا سمیع اللہ، شفیع اللہ، کریم اللہ کوئی
تھا عتیق اللہ، شفیق اللہ، نعیم اللہ کوئی

الغرض جب حد سے آگے سلسلہ جاری ہوا
بچوں کی کثرت کا مُلّاجی پہ غم طاری ہوا

آخر آخر تیرھویں بچے کا نمبر آگیا
بڑھ گیا خرچ اور پستی میں مقدّر آگیا

فکر مُلّاجی کو تھی کیا نام رکھنا چاہیے
صبح رکھنا چاہیے یا شام رکھنا چاہیے

اپنے مخلص دوستوں سے مشورہ کرنے لگے
اور دل ہی دل میں نس بندی کا دم بھرنے لگے

سلسلہ اللہ کی نسبت کا قائم ہی رہا
نام مُلّانی نے خود ہی بس کر اللہ رکھ دیا

ٹن ٹن کا آئینہ

یوں ہوا پر سوار ہے بھیّا
آج کل تھانے دار ہے بھیّا

اب بھی بے تاج بادشاہ ہیں ہم
بول کتنا اُدھار ہے بھیّا

کیسے واعظ نظر ملائے گا
وہ میرا قرض دار ہے بھیّا

اس نے وعدہ کیا تھا آنے کا
آج تلک انتظار ہے بھیّا

اُس کو ٹُن ٹُن کا آئینہ کہہ لو
کیا کہوں کس سے پیار ہے بھیّا

کیا گُذرتی ہے کیا گُذرنی ہے
شکل سے آشکار ہے بھیّا
جس کو جتنے پڑیں یہاں جُوتے
اُس کا اتنا وقار ہے بھیّا
آج کل تو ھر ایک نیتا پر ــــ!
بس الیکشن سوار ہے بھیّا
تیس دِن بعد جا کے اُترے گا
اِنتخابی بخار ہے بھیّا ــــ!
شہر میں کتنی قدر ہے میری
ھر طرف گھیر گھار ہے بھیّا
بعد پِٹنے کے کیوں ہے فریادی
یار پیچھے پکار ہے بھیّا ــــ!۰

پاپولر میرٹھی مزاح نگار
لائقِ افتخار ہے بھیّا ــــ

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے

مستی بھری آنکھوں کو بھی نم کرتے رہیں گے
گر یہ بھی ستم ہے تو ستم کرتے رہیں گے
ذکرِ لب و رخسار و صنم کرتے رہیں گے
پڑھ پڑھ کے غزل بیوی پہ دم کرتے رہیں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے

کچھ دل میں ہمارے نہیں بیوی کی محبّت
ماں باپ کی وہ جا کے کرے میکے میں خدمت
ماہانہ پڑے گی بخدا جتنی ضرورت
بیگم کو روانہ وہ رقم کرتے رہیں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے

گھر والوں کی کچھ فکر ہمیں اور نہ گھر کی
الجھاؤ میں ہم نے نہ کبھی عمر بسر کی
پرواہ نہیں کچھ بھی ہمیں لختِ جگر کی
ابتک جو کیا ہے وہی ہم کرتے رہیں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے

روتا ہے ہمارے لئے بچہ تو ہمیں کیا
چولہا کبھی گھر میں نہیں جلتا تو ہمیں کیا
ہوتا ہے اگر روز ہی فاقہ تو ہمیں کیا
ہم رابطہ اک ایک سے کم کرتے رہیں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے

غالب کی روایات میں ترمیم کریں گے
لکھ لکھ کے غزل اوروں کو تقسیم کریں گے
استادِ جہاں سب ہمیں تسلیم کریں گے
ہر طالبِ شہرت پہ کرم کرتے رہیں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے



وغیرہ وغیرہ

بنے ہو جو رہبر وغیرہ وغیرہ
ہے شہرت کا چکر وغیرہ وغیرہ

مرے ساتھ خود بیٹھ کر پی چکے ہیں
خمار اور ساغر وغیرہ وغیرہ

نئی اک غزل آج چھیڑی ہے میں نے
قوافی ہیں زر پر وغیرہ وغیرہ

غلط کہہ رہے ہو کہ ہونگے برابر
وسیم اور جوہر وغیرہ وغیرہ

گلے ساؤنی رت میں ملنے لگے ہیں
ندی اور سمندر وغیرہ وغیرہ

جہاں دیکھئے آج ٹکرا رہے ہیں
مونّث مذّکر وغیرہ وغیرہ

ترنّم کے مارے ہوؤں کو کھلاؤ
دہی اور شکّر وغیرہ وغیرہ

سبھی ایک صف میں نظر آرہے ہیں
گوّیے۔ سخنور وغیرہ وغیرہ

تمہیں شرم کس بات پر آرہی ہے
نہ متلی نہ چکّر وغیرہ وغیرہ

صدائیں یہ اُٹھّیں مرے شعر سُن کر
مُکرّر مکرر وغیرہ وغیرہ

دکھاتی ہے اب تو نئی شاعرہ بھی
ترنّم کا جوہر وغیرہ وغیرہ
ادب میں بہر دور زندہ رہیں گے
جگر اور اصغر وغیرہ وغیرہ
میاں یا پولر توڑ کر پھینک بھی دو
یہ مینا یہ ساغر وغیرہ وغیرہ



ڈاکوؤں کی کانفرنس

میں نے کل اک خواب دیکھا جو کبھی دیکھا نہ تھا
سچ اگر پوچھو تو یارو سو کے بھی سویا نہ تھا

اجنبی سے شہر میں پیہم رہا مصروفِ سیر
ایک اک ذرہ جہاں کا تھا مری نظروں میں غیر

رک گئے اک قصرِ نو کے سامنے میرے قدم
ایک بینر پر نظر آئی عبارت یہ رقم

اس جگہ پر طالبانِ امن کی ہے بزمِ عام
قوم کی اصلاح کی خاطر ہے سارا اہتمام

بانیانِ بزم ہیں چمبل کے سارے راہ زن
ہر قدم جن کا ہوا کرتا تھا کل تک دل شکن

آج ہر رہزن کرے گا کھل کے دُنیا سے خطاب
خود اُٹھائیں گے سب اپنے کارناموں سے نقاب

پھر کریں گے زیبِ تن پہ رہنماؤں کا لباس
سب کے دِل سے آج مٹ جائے گا ہر خوف و ہراس

پہلے صدرِ محترم نے خود ہی اک تقریر کی
اور فرمایا کہ جب تھا مجھکو ذوقِ رہزنی

میری نظروں میں کوئی بھی جان کی قیمت نہ تھی
اک عروسِ نَو کے بھی ارمان کی قیمت نہ تھی

میری گردن پر ہے جانے کتنے معصوموں کا خون
قتل اور غارتگری کا بھی رہا برسوں جنون

مجھکو اپنے کارناموں پر ہمیشہ ناز تھا
کیا کہوں اپنے جنوں پر مجھکو کتنا ناز تھا

جتنے ڈاکو تھے وہاں سب نے یونہی تقریر کی
اپنی گذری زندگی پر سب نے ڈالی روشنی

ایک نے یوں بھی کہا میں رہ زنوں کا ہوں امام
میرے ہاتھوں سے ہوا ہے بستیوں میں قتل عام

تھا پولیس کا ایک جتھہ بھی برابر کا شریک
کوتوال شہر بھی کہتا تھا ہے یہ کام ٹھیک

سرپرستی لیڈروں کی بھی رہی حاصل مجھے
چہرہ دکھلاتا رہا ضو بار مستقبل مجھے

لوگ جنکو رہبرانِ وقت کہتے تھے یہاں
درحقیقت وہ میرے اکثر رہے ہیں پاسباں

آخری ڈاکو نے آکر اس طرح تقریر کی
عام رہزن سے الگ تھا میرا طرزِ رہزنی

میں بھی ڈاکو ہوں مگر میری ادا کچھ اور ہے
درحقیقت میرا اندازِ جفا کچھ اور ہے

روزِ اوّل سے مجھے ہے صرف اسمگلنگ کا شوق
باعثِ شہرت رہا ہے میرا یہ مخصوص ذوق

مستقل بڑھتا رہا میری تجارت کو فروغ
کہہ رہا ہوں جو خدا شاہد نہیں اس میں دروغ

ہے پولیس کی مخبری کرنا بھی میرا اک اصول
جانتے ہیں سب یہاں میں نے کھلائے ہیں جو پھول

میرے کاروبار کی سب کو خدا توفیق دے
یہ تمنّا ہے کہ مجھ سے بھی سوا توفیق دے

اپنی اپنی طرز میں ہم کو بُرا کہتے ہیں لوگ
اس سے ہم اچھی طرح واقف ہیں کیا کہتے ہیں لوگ

ہم مبارکباد کے لائق ہیں اس کے باوجود
کیونکہ پوشیدہ نقابوں میں نہیں اپنا وجود

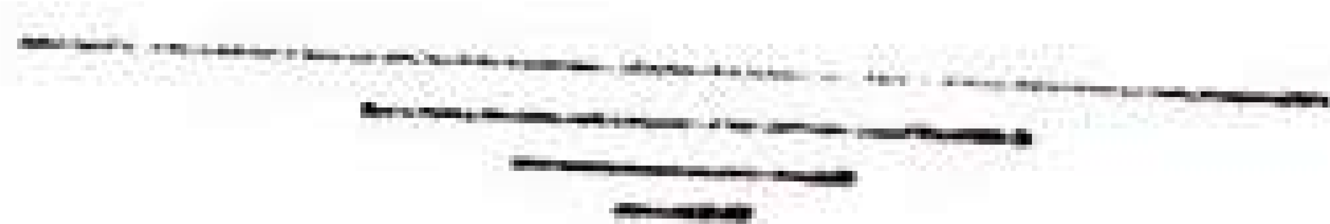
رہبروں کا اب تو ہے ظاہری عالم فریب
پارسا بنکر نہیں دیتے کسی کو ہم فریب

بھولے بھالے لوگ آجاتے ہیں اُنکی بات میں
لُوٹتے ہیں دِن میں یہ ہم لوٹتے ہیں رات میں

انکے قول و فعل میں ہے رات اور دِن کا تضاد
یہ نہیں کرتے خُدا کی رحمتوں پر اعتماد

رات دِن انکی رِیا کاری کے بنتے ہیں اصُول
انکا دعویٰ ہے غلط انکی عبادت ہے فضُول

رہزنوں سے مت ڈرو تم پارساؤں سے بچو
لیڈرانِ قوم کی ظالم اداؤں سے ڈرو



تازہ اشعار

تازہ اشعار سُنانے کیلئے آئے ہیں
ایک نیا رنگ جمانے کیلئے آئے ہیں
ایک مدّت سے نہیں جنکی توجہ ہم پر
اُن کے ابّا کو منانے کیلئے آئے ہیں
اَب بہت کم ہمیں آنے لگے دعوت نامے
رُوٹھے ناظم کو پٹانے کیلئے آئے ہیں
کھول کر ہونٹ نہیں دیتے کبھی شعر کی داد
ہم فقط ہاتھ اُٹھانے کیلئے آئے ہیں
شور جب ہوتا ہے کوئی تو مزا آتا ہے
لوگ یوں شور مچانے کیلئے آئے ہیں

فن کے بازار میں دِکھلا کے چرایا ہُوا مال
کچھ اور بڑھانے کیلئے آئے ہیں
شعر فہمی سے نہیں کوئی تعلق پھر بھی
تیرِ تنقید چلانے کیلئے آئے ہیں
ہم کسی اور کی غزلوں پہ توجّہ کیوں دیں
ہم تو صرف اپنی سُنانے کیلئے آئے ہیں
یا بولا ہو گیا دُنیائے ادب میں اعجاز
اس کی شہرت کو گھٹانے کیلئے آئے ہیں



آتنک وادی

دین داری کے محافظ ایک مسجد کے امام
ظاہراً میں مولوی اندر سے عورت کے غلام

ایک دن اخبار سے جب یہ خبر اُن کو ملی
شہر میں آ کر لگی ہے فلم اک کچی کلی

جس میں دکھلائے گئے ہیں مہ جبینوں کے ہجوم
ننگے پن کا ناچ دکھلاتے حسینوں کے ہجوم

سوچتے رہتے تھے یہ پھر دل بحالِ اضطراب
کیسے دیکھا جائے آخر جاگتی آنکھوں سے خواب

شہر بھر میں ہیں مجھے پہچاننے والے بہت
جو اگر بھاگوں تو وہاں بھی جاننے والے بہت

چاک ہو جائے بزرگی کا نہ پردہ ہی کہیں
کیا کروں میری سمجھ میں تو کچھ آتا ہی نہیں

غور کر کے آخر اک دن فیصلہ کر ہی لیا
اوڑھ کر برقعہ سینما کی طرف کا رخ کیا

ہال میں جاتے ہی بتّی ہال کی گُل ہو گئی
حُسن کے جلووں میں چشمِ شوق جیسے کھو گئی

حُسن کے رنگیں نظاروں کا مزا لینے لگے
باغِ ارماں کی بہاروں کا مزا لینے لگے

ایک زندہ دل جواں بیٹھا ہوا تھا اُنکے پاس
برقعِ والی جان کر جو آگیا تھا اُن کے پاس

تھی سنیما حال میں حالانکہ بے حد بھیڑ بھاڑ
پھر بھی موقع دیکھ کر کرنے لگا وہ چھیڑ چھاڑ

ایسی گستاخی پہ گھبرائے وہ مولانا بہت
اس کمینے پن پہ جھنجھلائے وہ مولانا بہت

اپنے چہرے پہ پڑا پردہ ہٹانا ہی پڑا
اور اندر سے ہیں کیا آخر بتانا ہی پڑا

نوجواں پر اُن کی جب ظاہر حقیقت ہو گئی
فلم کا منظر بدل جانے کی صورت ہو گئی

ہال سے فوراً اُٹھا پہنچا درُوغہ جی کے پاس
اور پھر گویا ہوا اُن سے بصد خوف و ہراس

ہال میں چلئے کہ ایک آتنگ وادی ہے جناب
منہ پہ اُس نے ڈال لی ہے عورتوں کی سی نقاب

اتنا سننا تھا پولیس حرکت میں آئی اور پھر
مچ گئی بھگدڑ تو مولانا گئے مجمع میں گھر

لاٹھی جوتوں اور سنگینوں سے چھلنی ہو گئے
جیل کی زینت بنے مولانا قیدی ہو گئے

فلم کی خاطر ملا آتنک وادی کا خطاب
ملا جی پہ پڑ گیا اللہ کا آخر عذاب



دِل کانپ گیا

جب بڑھاپے کا خیال آیا تو دِل کانپ گیا
چڑھتے سورج پہ زوال آیا تو دل کانپ گیا

میں نے سوچا تھا اُٹھا لاؤں گا اسکو جا کر
اس کے ابّا کا خیال آیا تو دل کانپ گیا

مجھکو سو جان سے تھی اس سے محبّت لیکن
جان دینے کا سوال آیا تو دل کانپ گیا

اس کے ابّا کو تو میں جھیل بھی سکتا تھا مگر
اس کے دادا کو جلال آیا تو دِل کانپ گیا

میں نے چھیڑا تھا ذرا اسکو کہ غصّہ آئے
جب کڑھائی میں اُبال آیا تو دِل کانپ گیا

اُس کے دروازے پہ گیا تھا میں کبوتر بن کر
جب شکاری لیئے جال آیا تو دل کانپ گیا

ایک دو ہاتھ کہیں مجھ پہ نہ جڑ دے آ کر
شیخ کو بزم میں حال آیا تو دِل کانپ گیا

میں سمجھتا تھا دکھائیگا کوئی خاص ادا
وہ بہاتا ہوا رال آیا تو دِل کانپ گیا

خاک سی اڑتی نظر آنے لگی آنگن میں

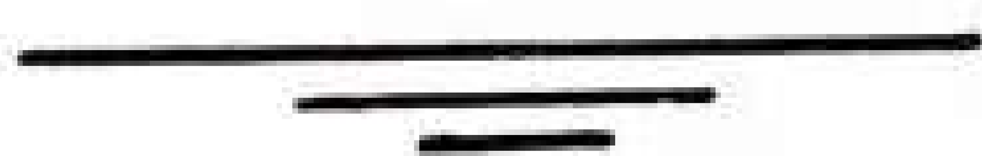
گھر سے میں اسکو نکال آیا تو دِل کانپ گیا

امتحاں دسویں جماعت کا دیا تھا اس نے

بی۔اے۔ایم۔اے کا سوال آیا تو دل کانپ گیا

یا تو کروعظ میں مصروف تھا واعظ لیکن

اپنے ماضی کا خیال آیا تو دل کانپ گیا



اُمّیدوار

ذرا دیکھ لو کیا سے کیا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں

کروں گا نہ مایوس میں غم زدوں کو
کھلاؤں گا کھانا میں فاقہ کشوں کو
خوشی دوں گا میں بے کسوں بے بسوں کو
دلاؤں گا میں نوکری دوستوں کو

غریبوں کا میں آسرا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں

کسی کو میں لوٹوں یہ عادت نہیں ہے
کسی سے بھی اب مجھکو نفرت نہیں ہے
غلط کار لوگوں کی صحبت نہیں ہے
بتاؤ کہاں میری عزت نہیں ہے

گنہگار تھا پارسا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں

تمنا میں ووٹوں کی آیا ہوا ہوں
فقط ووٹ میں آپ کے چاہتا ہوں
خدا کی قسم، ہر گھڑی آپ کا ہوں
غلط کہہ دیا ہے کسی نے بُرا ہوں

کبھی تھا بُرا۔ اب بھلا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں

مری جیت ہے آپ کی اک نظر پر
بلندی کی جانب ہے قسمت سفر پر
ہر اک لیڈر آتا ہے ہر روز گھر پر
منسٹر کا سایہ بھی ہے میرے سر پر

حریفوں کے حق میں بلا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں

مجھے کامیابی کا سہرا عطا ہو
مجھے سرخروئی کا تحفہ عطا ہو
میں قطرہ سہی مجھکو دریا عطا ہو
محبت کے دامن کا سایہ عطا ہو

میں اب تو غلام آپ کا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں

جدھر تم رہو گے اُدھر میں رہوں گا
تمہاری ہی خاطر جیوں گا مروں گا
تمہارے خلاف اب نہ کچھ سُن سکوں گا
خُدا کی قسم جو کہو گے کروں گا

میں اب آدمی کام کا ہو گیا ہوں
الیکشن میں، میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں



"عاشقی کا شکنجہ"

ساغرؔ بھی پاپولرؔ بھی دلاور فگارؔ بھی
کیفیؔ بھی رام لال فسانہ نگارؔ بھی
دلّی کے پیر زادہ عالی وقارؔ بھی
احمد فرازؔ اور جناب خمارؔ بھی
جو لوگ عاشقی کے شکنجے میں کس گئے
جا جا کے سب اُسی کے محلّے میں بس گئے

ٹماٹر سمیٹ لو

اے سونے والو جاگو یہ بستر سمیٹ لو
اب صبح ہو چکی ہے مقدر سمیٹ لو

آئینہ تم ضرور دکھاؤ اُنہیں مگر
پہلے تمام شہر کے پتھّر سمیٹ لو

جنتا کا مال چھین جھپٹ کر نہ لو کبھی
داماد بن کے اُن کا بھرا گھر سمیٹ لو

محبوب کی گلی سے تو جاؤ نہ خالی ہاتھ
کچھ بھی لگے نہ ہاتھ تو پتھّر سمیٹ لو

یوسف سمجھ کے مجھ کو کنوئیں میں دھکیل دو
پہلے تم اپنے سارے برادر سمیٹ لو

کرنا ہے آج سر بھرے زینتا کو سُرخرُو
منڈی کے پائمال ٹماٹر سمیٹ لو

رسوا نہ کر دے کوئی سرِ انجمن تمہیں
اچھا یہ ہے غرور کی چادر سمیٹ لو

اس سے دیارِ غیر میں بہلا رہے گا دِل
آنکھوں میں سارے شہر کا منظر سمیٹ لو

ماضی کی یادگار کا عنوان دو اُنہیں
اڑنے سے پہلے ٹوٹے ہوئے پر سمیٹ لو

قطرے یہ آنسوؤں کے نہ مل جائیں خاک میں
دامن بڑھاؤ اور یہ گوہر سمیٹ لو

اس دورِ حشر خیز میں جینا فضول ہے
ممکن جو ہو تو عُمر کی چادر سمیٹ لو

میخانے کی فضا سے جو ہے بیزار پیار کر
جتنے بھی ٹوٹے پھوٹے ہیں ساغر سمیٹ لو

"چندہ کھانے کا سلیقہ"

بانیٔ بزمِ سخن جیب میں رکھ لیتے ہیں
دس ملے تیس کے بدلے میں سُخندانوں کو
آخرش طیش میں آ کر کہا یہ شاعر نے
چندہ کھانے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

مُلّا جی کی بیوی کا جواب

چوتھی شادی کر کے مُلّا جی بہت شاداں ہوئے
اپنی قسمت کی بلندی دیکھکر نازاں ہوئے
یوں جوانوں کی طرح لائے دُلھن کو ساتھ میں
آ گئی ہو جیسے سُلطانہ کہیں کی ھاتھ میں
پہلے ہی دن سارے گھر کا جائزہ اس نے لیا
اپنے شوہر کی نظر کا جائزہ اس نے لیا
چار کیلیں خاص کمرے میں نظر آئیں اُسے
تین کیلوں پر دُوپٹّے بھی نظر آئے ٹنگے
مُلّا جی سے اُس نے پوچھا یہ دوپٹّے کس کے ہیں
یہ ہے کس کس کی نشانی یہ عطیے کس کے ہیں

ملّا جی نے یوں دیا اس کے سوالوں کا جواب
اے میری پیاری دُلہن اے آفتاب و مہتاب
بیگماتِ سابقہ جو اس جہاں سے اُٹھ گئیں
یہ دوپٹّے ہیں اُنھیں کی یادگارِ دل نشیں
جب تم اس دنیا سے اُٹھ جاؤ گی اے جانِ جہاں
تب تمھارا بھی دوپٹّہ ٹانگ دوں گا میں یہاں
بولیں بیگم موت کے پنجے میں شوہر آئے گا
اب دوپٹّہ کا نہیں ٹوپی کا نمبر آئے گا



پاگل ہوگئے

آصف ، انور ، عارف اور ابرار پاگل ہوگئے
گھور کر اس نے جو دیکھا چار پاگل ہوگئے

شاعری کا بھوت سر پہ ہوگیا کچھ یوں سوار
رفتہ رفتہ اپنے سارے یار پاگل ہوگئے

اَب کے گُلشن میں عجب انداز سے آئی بہار
ہوشمندی کے ضمانت دار پاگل ہوگئے

اُس پہ اس دیوانگی کا کچھ اثر ممکن نہیں
تم دکھا دے کیلئے بے کار پاگل ہوگئے

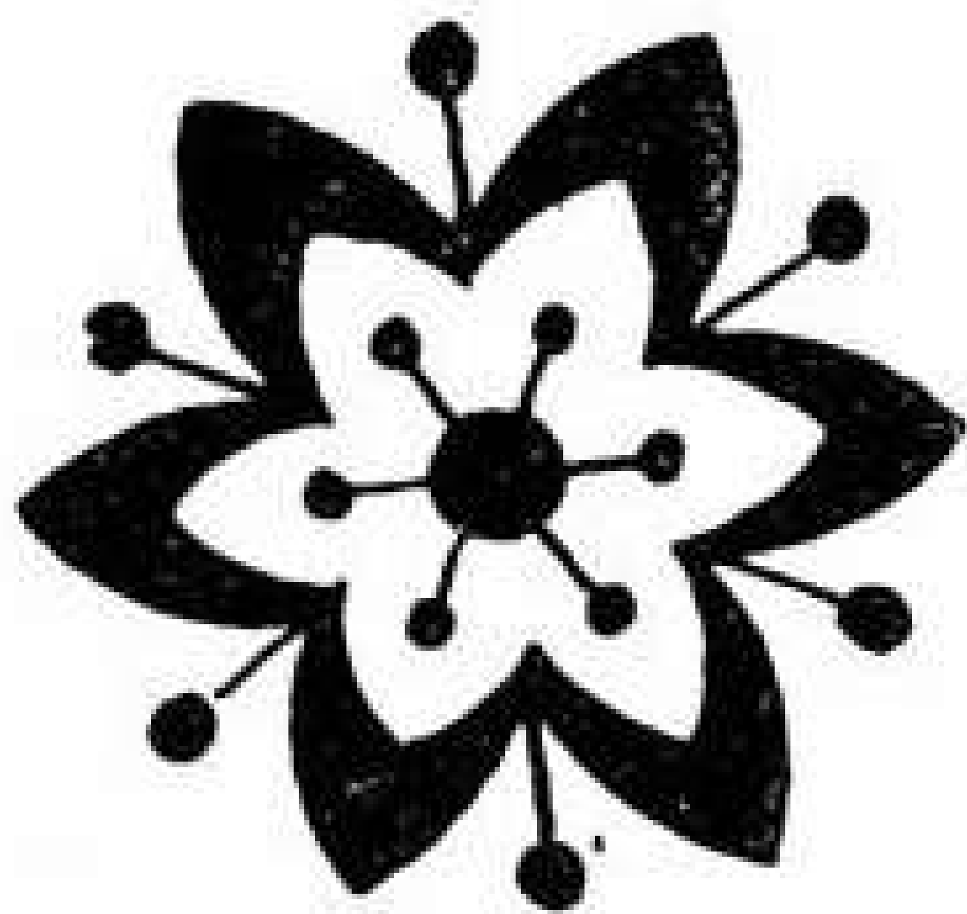
رہ زنی ۔ آتش زنی ۔ غارت گری ۔ قتل وفساد
ہم تو یارو دیکھکر اخبار پاگل ہوگئے

ہوش کھو بیٹھے ہم آخر اس کا جلوہ دیکھ کر
لے ہی ڈوبا جذبۂ دیدار پاگل ہو گئے

شیشۂ دل پر جو عکسِ جام مے پڑنے لگا
صاحبانِ جبّہ و دستار پاگل ہو گئے

جتنے پاگل خانے ہیں سب پاگلوں سے بھر گئے
اس سے یہ سمجھو کہ کتنے یار پاگل ہو گئے

ناز تھا اپنے وقارِ پارسائی پر جنہیں
پاپولر وہ بھی سرِ بازار پاگل ہو گئے



شکاری

مرے یاروں میں ہوا کرتے ہیں چرچے مرے
میرا فن وہ ہے کہ قائل ہے زمانہ میرا
اپنے بچے سے یہ کہتا تھا شکاری اکثر
کبھی خالی نہیں جاتا ہے نشانہ میرا
بچے کے ساتھ وہ اک روز چلے بہرِ شکار
اپنا فن بچۂ کمسن کو دکھانے کے لئے
تیر کا رخ کیا اڑتے ہوئے بگلے کی طرف
وہ پشیماں ہوئے ناکام نشانے کیلئے
اپنے ناکام نشانے پہ جو شرمندہ ہوئے
اپنے بچے سے کہا جھینپ مٹانے کیلئے

مردہ بگلا بھی فضاؤں میں اُڑا کرتا ہے
پہلی بار آج یہ دیکھی ہے کرامت میں نے

"عبادت گذار"

وہ محترم ہے بہت ۔ ذی وقار بھی ہے بہت
میں جانتا ہوں کہ پرہیزگار بھی ہے بہت
یہ بات سچ ہے عبادت گذار بھی ہے بہت
وہ سیدھا سادا مگر ہوشیار بھی ہے بہت
خلافِ شرع کبھی شیخ تھوکتا بھی نہیں
مگر اندھیرے اُجالے میں چوکتا بھی نہیں

مسور کی دال

کوئی گوشت خور نہیں ہوں میں مجھے بس مسور کی دال دے
مجھے دال بھی نہ کھلا سکے تو پھر اپنے گھر سے نکال دے
کبھی تجھ سے ہو نہ سکوں جدا، کوئی ایسی راہ نکال دے
نہیں تیرے بس میں یہ فیصلہ تو فضا میں سکہ اچھال دے
مرے اور اسکے مزاج میں بڑا فرق اور تضاد ہے
یہ مری دعا ہے کہ اے خدا اسے میرے سانچے میں ڈھال دے
یہ ہے زندگی کوئی زندگی۔ کہیں آسکوں نہ کہیں جا سکوں
پر و بال جتنے تھے جھڑ گئے مجھے اب نئے پر و بال دے
اے مری شریکِ حیات سن۔ جو ہے کام کرنے کی تجھکو دھن
میں کھنگالتا ہوں۔ یہ پیالیاں۔ یہ ہے کیتلی تو کھنگال دے
مرے پاپولر تجھے کیا خبر ہیں محبتوں کے اصول کیا
وہ ابھی ادھر آئے گی سرِ راہ چارہ تو ڈال دے

مطالبہ

ذوقِ ادب جو یاروں میں بیدار ہو گیا
بزمِ سخن کا شہر میں پرچار ہو گیا

بس دو ہی دن میں لگ گئے بینر جگہ جگہ
بٹنے لگیں رسیدیں بھی چھپ کر جگہ جگہ

لازم تھا ہر رسید کی کاپی پہ اک ہزار
اس سے زیادہ ہو تو نہیں اس کا کچھ شمار

کم ہو اگر تو جیب سے اپنے رقم ملائیں
زائد رقم ہو جتنی خوشی سے ڈکار جائیں

چندہ وصول کرنے کی راہیں نکل پڑیں!
لے کر رسیدیں ٹولیاں یاروں کی چل پڑیں!

ہر ایک عہدہ دار تھا مصروفِ اہتمام
ہر شخص پیش کرتا رہا شاعروں کے نام

طے یہ ہوا کہ صرف گلے باز آئیں گے
جتنے بھی سامعین ہیں سب جھوم جائیں گے

خوش فکر و خوش خیال بھی ہوں خوش گلو بھی ہوں
خوش رنگ و خوش جمال بھی ہوں خوبرو بھی ہوں

خط کے سہارے بھیجی گئی دعوتِ خُلوص
لیکن نہ شاعروں سے مِلی قیمتِ خلوص

خط بھیجنے کی، کی گئی اس طرح ابتدا
کہیے جناب آپ کا کیا ہے مطالبہ

اک شاعرہ نے لکھا ہیں کم دو ہزار بھی
میں نے بُجھا دیا ہے چراغِ خمار بھی

اک خط میں لِکھ کے آیا میاں تین پانچ کیا
اٹھارہ سو ہے فیس مری سچ کو آنچ کیا

اک شاعرِ جواں نے لکھی خوب تر یہ بات
بَس تیرہ سو۔ اداؤں کے چھ اور چمک کے سات

لِکھتا تھا کوئی رشکِ فنا جانئے مجھے
اُن سے مطالبے میں سوا جانئے مجھے

آواز میری ہوتی نہیں ہے کہیں سے پست
برکھا کو دے چکا ہوں کئی بار میں شکست

سُرتال بے مزا ہو گوارہ نہیں مجھے
لِکھتا ہے بارہ سو وہ جو سمجھا نہیں مجھے

اک شاعرِ حسیں نے یہ لکھا تھا ناز سے
آنا پڑے گا مجھکو ہوائی جہاز سے

مجھ پر عنایتیں ہیں خُدائے کریم کی !
آواز میں ہے میری جوانی شمیم کی !

تحریر یہ تھی شاعرہ نیک ذات کی
دو دو ہزار لیتی ہوں ایک ایک رات کی

تھا جس کا جو مطالبہ منظور ہو گیا
رقمیں تمام آ گئیں غم دور ہو گیا

اک شاعرہ جو چیخی تو آواز پھٹ گئی
اک منچلا پکارا کہ کھٹیا الٹ گئی

ہر شاعر اتفاق سے ناکام ہو گیا
ہر نیک نام شہر میں بدنام ہو گیا

پھر ناظمِ مشاعرہ کچھ یوں کھسک گیا
شاعر کو اک ٹکا بھی کسی سے نہ مل سکا



ٹھلوے کی شادی کا اشتہار

برائے رشتہ اک میری نظر میں اشتہار آیا
خیال اس کا مجھے رہ رہ کے دل میں بار بار آیا

مزے کی بات تھی اس واسطے چپکی رہی دل میں
سناتا ہوں میں شعری پیرہن دیکر دہ محفل میں

لکھا تھا لڑکا آوارہ بھی ہے اور بدچلن بھی ہے
مگر وہ قدر دانِ حلقۂ اہلِ سخن بھی ہے

وہ اکثر راستے میں چھیڑ کرتا ہے حسینوں سے
مگر وہ دور رہتا ہے سبھی پردہ نشینوں سے

بڑے لوگوں میں حاصل ہے بہت اونچا مقام اسکو
مگر آتا ہے اپنے سے بڑوں کا احترام اسکو

وہ پاکٹ مار بھی ہے اور جواری بھی شرابی بھی
مگر ہے خوبیوں کا آئینہ اس کی خرابی بھی

مزے لے لے کے اکثر فلمی گانے خوب گاتا ہے
حسینوں کے تصوّر میں حسینوں کو سُناتا ہے

وہ پیشِ آئینہ ہر وقت بنتا ہے سنورتا ہے
وہ ہپّی ہے بڑے بالوں پہ اپنے ناز کرتا ہے

پہنتا ہے وہ نیتاؤں میں کھدر کا لباس اکثر
برائے مشورہ آتے ہیں ڈاکو اس کے پاس اکثر

بہت چالاک ہے اسکی وزیروں تک رسائی ہے
کہاں ہر ایک کو حاصل جو خوبی اس نے پائی ہے

نہ لمبا ہے نہ ٹھنگنا ہے نہ دُبلا ہے نہ موٹا ہے
خصوصی بات یہ بھی ہے کہ بے پیندی کا لوٹا ہے

کسی کا کام اچھا بھی اُسے اچھا نہیں لگتا
شرافت نام رکھنا بھی اُسے اچھا نہیں لگتا

بُرائی ہو کوئی بھی نام دیتا ہے بھلائی کا
وہ ڈنکا پیٹتا ہے ہر جگہ اپنی رسائی کا

وہ اکثر حُسن کے بازار میں چکّر لگاتا ہے
کبھی ٹھمکے لگاتا ہے کبھی سیٹی بجاتا ہے

وہ مکّاری میں یکتا ہے فریبی اور جھوٹا ہے
کسی کو اس نے مارا ہے کسی کو اس نے لُوٹا ہے

غزل غالبؔ کی اپنے نام سے اکثر وہ پڑھتا ہے
وہ اپنے سر کی تہمت دوسروں کے سر پہ مڑھتا ہے

کرے ہے محفلِ شعر و سُخن میں وہ صدارت بھی
اُسے حاصل ہے دولت بھی اسے حاصل ہے عزت بھی

وہ اپنے عیب پر پردہ ہُنر کا ڈال دیتا ہے
برائی کر کے وہ اچھائیوں کی داد لیتا ہے

وہ سنجے دت کو اور سلمان خاں کو دوست کہتا ہے
وہ کہتا ہے کہ ساجن فلم میں بھی دخل میرا ہے

کوئی بھی بزم ہو نام اس کا کنوینر میں آتا ہے
مگر پیمنٹ شاعر کا خود اس کے گھر میں آتا ہے

ہزاروں ہیں۔ گناؤں میں کہاں تک خوبیاں اسکی
کوئی بھی ہو جگہ لے ہی نہیں سکتا یہاں اسکی

دلہن شایان شان آئے یہی بس اسکی خواہش ہے
جہیز اچھا ہو سسرال اچھی ہو اتنی گذارش ہے

"بجلی چلی گئی"

بیگم یہ کہہ رہی ہیں کہ امریکہ ہی چلو!
لیڈر تو وعدہ کرکے زبانی چلا گیا
اس ملک میں رہا نہیں جینے کا حوصلہ
بجلی چلی گئی کبھی پانی چلا گیا!

بیچارا مشاعرہ

برسوں کے بعد کل جو ہوا تھا مشاعرہ
ہوٹنگ کی نذر ہو گیا سارا مشاعرہ

دیکھا نہ تھا کبھی کہیں ایسا مشاعرہ
تھا اپنی نوعیت کا انوکھا مشاعرہ

شاعر تمام نشۂ غفلت میں چور تھے
یہ حال تھا تو کون جگاتا مشاعرہ

ہر سمت سامعین یہ کہتے ہوئے گئے
قوالیوں کی بزم ہے یہ یا مشاعرہ

منظر ہر اک نگاہ میں تھا رقصِ جام کا
آئینہ میکدے کا تھا گویا مُشاعرہ

آمادہ تھا نہ کوئی نظامت کے واسطے
خود صدرِ محترم نے چلایا مُشاعرہ

وہ پڑھ گیا تھا حضرتِ غالؔب کی اک غزل
آغاز جس نے آکے کیا تھا مُشاعرہ

ہر شخص بزمِ شعر میں تھا قہقہوں میں گم
جیسے کہ بن گیا تھا تماشا مُشاعرہ

جب پاپولر نے شعر سنائے مزاح کے
تب جا کے تھوڑا رنگ پہ آیا مشاعرہ

اہل غزل تو کر گئے ماحول کو خراب
بس نے ہی بار بار سنبھالا مشاعرہ

تھا پوسٹر میں کیفی و مجروح کا بھی نام
محروم دونوں سے تھا بچارا مشاعرہ

اعلان تو جناب خمار و فنا کا تھا
لیکن بغیر ان کے ہوا تھا مشاعرہ

شاعر تمام کرتے تھے اک دوسرے پہ طنز
تھا جیسے شاعروں کا اکھاڑا مُشاعرہ

بزمِ سُخن میں حضرتِ بیدار تھے مگر
کچھ کر نہ پائے وہ بھی جو سویا مُشاعرہ

مہمان شاعروں کا عجب حال زار تھا
پایا نہ اُسکو جس نے کیا تھا مُشاعرہ

سب اپنے شہر لوٹ گئے اس دُعا کے بعد
اللہ اب نہ دیکھیو ایسا مُشاعرہ

قابلِ ذکر طنز و مزاح نگار

پاپولر میرٹھی

نور احمد میرٹھی کراچی

طنز و مزاح نگاری اس لئے بھی ایک مشکل فن ہے کہ مصنف یا شاعر اپنے جذبات و محسوسات کی شدت کو اس سلیقے سے پیش کرتا ہے کہ قاری یا سامع کے ذہن پر بار نہ ہو مگر ... ایک نرم رد دستک ضرور ہو جو پڑھتے یا سنتے وقت چہرے پر آثارِ مسکراہٹ تو پیدا کرے مگر سوچنے پر فکری گوشے لوحِ ادراک پر ابھرتے چلے جائیں اور قاری یا سامع کو اس بات پر آمادہ کریں کہ جن موضوعات کا اس نے مطالعہ کیا ہے یا جن امور پر اس کو متوجہ کیا گیا ہے ان موضوعات پر اس کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔

اور چونکہ کسی بھی باشعور شخص کا تجزیہ منفی نہیں ہو سکتا اس لئے یہی لمحہ فکر طنز و مزاح کی افادیت اور اہمیت واضح کرتا ہے۔

طنز و مزاح کے ذریعہ قومی و معاشرتی اور تہذیبی و ثقافتی زندگی کی عکاسی جن شعراء نے کی ہے اور مثبت اندازِ فکر کو فروغ و استحکام بخشا ہے ان کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ نہیں مگر کم بھی نہیں ہے اردو ادب میں ہمیں کئی نام ایسے ملتے ہیں جن کی ساری عملی زندگی اور تمام مشقِ سخن اصلاح کے ہی نقطۂ نظر سے گذری ہے ۔

عہدِ حاضر میں طنز و مزاح کو جو مقبولیت حاصل ہوتی رہی ہے اس نے طنز و مزاح کا گراف کافی بلند کیا ہے اس کا ثبوت طنز و مزاح کے شعراء کے مجموعوں کی اشاعت اور صرف طنز و مزاح کے مشاعرے ہیں ۔ یہ صورت حال صرف برصغیر پاک و ہند تک محدود نہیں ہے بلکہ مشرقِ وسطیٰ، یورپ اور امریکہ میں بھی یہی مقبولیت ہے ۔ اِس ماحول میں کسی طنز و مزاح کے شاعر کا اپنی انفرادیت قائم کرنا، بہت مشکل ہے لیکن ــ میرے عزیز ہم وطن دوست پاپولر میرٹھی نے یہ اعزاز حاصل کرلیا ہے ۔ انسانیت کے انحطاط، اقدار کی شکستگی، ذاتی مفادات کی تگ و دو اور شخصیات کے تضادات نے پاپولر میرٹھی ــــ کے طنز و مزاح میں معنیٰ خیز تاثر پیدا کیا ہے ۔ موصوف نے مصلحت

اندیشں زاویوں کے گرد اپنی لفظیات کے تارے نہیں ٹانکے،
بلکہ تازگی فکر پیدا کر کے افسردگی طبع دور کرنے کا اہتمام کیا ہے۔
پاپولر میرٹھی سطحی باتوں کو بھی تجزیاتی مراحل سے گزار کر پیش کرتے ہیں
اور پھر یہ انہیں کا حصّہ ہے۔ کہ سامعین لطف اندوز ہو رہے ہیں
ایک دو نہیں، ہزاروں ـــــ مگر یہ پڑھتے جا رہے ہیں اور ہونٹوں پر
مسکراہٹ کا نام بھی نہیں۔

مجھے توقع نہیں یقین ہے کہ حال کا قابلِ ذکر پاپولر میرٹھی۔
مستقبل قریب کا قابلِ فخر طنز و مزاح نگار ہوگا۔ انشاءاللہ
تخلّص تو آج بھی اپنی اثر آفرینی دکھا رہا ہے۔

نور احمد میرٹھی
کراچی (پاکستان)

اپنا چارلی چیپلن
پاپولر میرٹھی

چارلی چیپلن نے اپنے اشاروں اور حرکات سے لوگوں کو ہنسایا۔ کیونکہ اس وقت خاموش فلموں کا دور تھا۔ ٹاکیز، ابھی شروع نہیں ہوئی تھیں۔ اس طرح برصغیر میں نوٹنکیوں اور سرکس کے جوکروں نے لکھو کھا لوگوں کو زندہ رہنے کی ترغیب دی۔ ادب، خصوصی طور پر اردو ادب میں لائٹ (ہلکے) مضامین کا رواج شروع ہوا جو انگریزی ادب کی دین تھی کہ شریف لوگ صرف مسکراتے ہیں ٹھٹے یا قہقہے نہیں لگاتے۔ دور بدلتا گیا اور مشاعرہ ہماری روایت کا ایک مستحکم اور مستقل حصہ بن گیا۔ شاعری کتنے ہی حصوں میں بٹتی گئی لیکن پچھلی دو تین دہائیوں میں ایک تیسری صنف بھی اپنی پرانی توانائی سے ابھری ہنستی مسکراتی اور قہقہے لگاتی ہوئی جسے ادب کے نقاد اور سنجیدہ شاعر، ادب اور نقاد غیر سنجیدہ شاعری کہتے ہیں۔

لیکن وہی غیر سنجیدہ شاعری اتنی مشہور ہوئی کہ انہی نقاد اور سنجیدہ شاعروں

ادیبوں اور نقادوں نے اس سنجیدگی سے لینا شروع کر دیا کیونکہ شاعر جوکر نہیں ہوتا۔

یہاں بات ہو رہی ہے پاپولر میرٹھی کی پہلی غیر سنجیدہ شاعری کی کتاب "ہنس کر گزار دے" کی۔ پاپولر میرٹھی جن کا اصلی نام سیّد اعجاز الدین شاہ ہے نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ زندگی کی اس ناہموار سفر کو اس کی تمام تلخیوں اور مشکلات کے باوجود ہنس کر گزار دیں گے۔ اس بات کی تلقین وہ اپنے قاری کو کر رہے ہیں۔
جب میں نے شاعری سننے کا آغاز کیا اس زمانے میں شوکت تھانوی سید محمد جعفری، دلاور فگار، ناظر خیامی، ضمیر جعفری کا دور دورہ تھا۔ پاپولر میرٹھی کا اپنا دور ہے۔ میں نے امریکہ کے مشاعروں میں سنا اور کئی مشاعروں میں میں نے انہیں مشاعرے کی ڈوبتی ہوئی نیا کو اپنے مزاح سے سہارا دیا۔ مشاعرہ پھر سے زندہ ہو گیا۔ باہر جاتے ہوئے لوگ واپس آ گئے۔

پاپولر صرف نام کے ہی پاپولر نہیں بلکہ انہوں نے بہت سے غیر سنجیدہ شاعروں کو پاپولر بنا دیا۔ پاپولر میرٹھی کی شاعری

بلا شبہ انسان کے اندر گی کسی Funny Bone کو گدگداتی ہے
خودکشی پر مائل انسان بھی دوبارہ زندگی ہنس کر گزار دینے کا
تہیہ کرلیتا ہے۔ پاپولر میرٹھی نوجوان ہیں۔ ان کی شاعری کے
امکانات بہت روشن اور کینوس وسیع ہے۔ خدا ان کی
ادبی اور زمینی عمر دراز کرے۔

افتخار نسیم
شکاگو (امریکہ)

خوش مزاجی تیرا نام
پاپولر میرٹھی

طنز و مزاح کی شاعری میں پاپولر میرٹھی نہ صرف پوری اردو دنیا میں
پاپولر ہیں بلکہ اپنے منفرد لہجے کی بناپر تخریب کی ایسی پھلجڑیاں چھوڑتے
ہیں جن سے پورا ماحول جگمگا اٹھتا ہے۔ میں نے ایسے جگمگ کرتے
ماحول میں کئی مرتبہ لوگوں کو ان کے اشعار پر پھیپھڑوں کی خوشگوار
ورزش کرتے دیکھا۔ پاپولر خود بھی خوش مزاج ہیں اور وہ

اپنے قارئین کو بھی خوش کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ "ہنس کر گذار دے" بلاشبہ طنز و مزاح کی شاعری میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

ڈاکٹر حسن رضوی

۲۸ اپریل ۱۹۹۷ء کی شام، کراچی (پاکستان)

اعجاز الدین شاہ پاپولر میرٹھی میری نظر میں

عالمی شاعر نور تقی نور

پھولوں کی پاکیزہ خوشبو، شبنم کی جاگداز ٹھنڈک، کرنوں کی دلنواز نرمی، شعلوں کی گستاخ لپک، سیاست کی منہ زور کذب آرائی، حسن و عشق کی معاملہ بندی اور سماجی ناانصافی کی گھن گرج اگر کسی شاعر کے یہاں بیک وقت دیکھنی مقصود ہو تو فکاہی ادب و شعر میں بلاشبہ ایک نام لیا جا سکتا ہے اور وہ نام اعجاز الدین شاہ پاپولر میرٹھی کا ہے۔

اکابرین سے پڑھا تھا کہ شعری تناظر میں خوشی سے زیادہ

لمبی عمر غم کی ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ جس سے جب چاہے اور جہاں چاہے وہ کام لے لیتا ہے جو اس کی قدرت کا ملہ کو منظور و مسعود ہوتا ہے۔ یہاں مسرّت کی عمر دراز ہو رہی ہے۔

آج دُنیا کے بیشتر ممالک میں پاپولر میرٹھی کے مزاحیہ اور طنزیہ کلام کی محبوب و معتبر خوشبو پھیلی ہوئی ہے اور کوئی بھی سجّاد انشور ایسا نہیں ہے جو ان کے کمالِ فن سے انکار کی جرأت کر سکتا ہو۔ میں مقامی شاعر ہونے کے ناطے پاپولر صاحب کو ان کے پہلے مجموعہ کلام "ہنس کر گزار دے" کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ وہ پاپولر میرٹھی کو مزید اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے کیونکہ علم کی خدمت سنّت ہے اور سنّت ثواب ہے۔

نور تقی نور

سرگوشیاں

ہنس کر گزار دے پاپولر میرٹھی کی بیس سالہ مزاحیہ شاعری کا خوبصورت انتخاب ہے مجھے امید ہے کہ یہ مجموعہ اردو طنزیہ ادب کا قیمتی سرمایہ بنے گا۔

حق بنارسی۔ کانپور

جب دلاور فگار پاکستان چلے گئے۔ تب ہندوستان میں اس کمی کو پاپولر میرٹھی نے پورا کیا پاپولر نے اُن کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اس میں بہت خوبصورت اضافے کئے۔

مجروح سلطان پوری

پاپولر میرٹھی بہت ہلکے پھلکے مصرعوں میں بہت گہرے طنز کر جاتے ہیں جس کا قاری کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ کہاں کہاں چوٹ ہو گئی

ندا فاضلی بمبئی

اساتذہ کے مصرعوں میں معمولی تحریف کر کے مذاح پیدا کرنا حالانکہ اردو میں یہ روایت بہت پرانی ہے مگر اس فن کو مقبول عام پاپولر میرٹھی نے کیا

وسیم بریلوی۔

ہنس کر گزار دے، پاپولر میرٹھی کی بہت ہی خوبصورت کتاب ہے

راحت اندوری بمبئی

غیر سنجیدہ شاعری کو سنجیدہ مزاحیہ شاعری بنانے کا کام پاپولر نے کیا ہے یہی ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا

عزیز برنی
راشٹریہ سہارا

پاپولر میرٹھی میرے پسندیدہ شاعر ہیں

جاوید اختر بمبئی

ہنس کر گزار دے لیکر ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں یہ واقعی ایک تاریخی حادثہ ہے جس دور میں مسکرانے کی فرصت نہیں پاپولر قہقہے لگانے پر مجبور کر دیتے ہیں

یاسین مرادآبادی نیویارک امریکہ

اعجاز پاپولر کی کتاب ہنس کر گزار دے ان کی حسین تمناؤں کی تکمیل ہے پاپولر پورے ہندوستان میں اکیلے ایسے شاعر ہیں جو سہی طور پر عالمی شاعر کہلانے کے مستحق ہیں۔

انور حسین انور

اعجاز پاپولر بہت ہی کامیاب مزاحیہ شاعر ہیں ان کی زبان رواں شستہ اور منجھی ہوئی ہے

گوہر عثمانی مرادآباد

پاپولر میرٹھی طنز مزاح میں ایک بہت خوبصورت نام ہے

اچھے کمار اچھے میرٹھ

صرف پاپولر میرٹھی اردو کے ایسے پہلے شاعر ہیں جو کوی سمیلنوں میں بلائے جاتے ہیں ان کے رفیق اردو والے ہی نہیں بلکہ ہندی والے بھی ہیں۔

دکھ ہرن شرما میرٹھ

پاپولر کو مزاح پر پوری قدرت حاصل ہے مہذب اور متوازن ظرافت کے فن پر پورے طور پر حاوی اور کامیاب ہیں پاپولر واقعی اردو کی طنزیہ مزاحیہ شاعری کے جدید تقاضوں سے اچھی طرح واقف ہیں ان کے طنز و مزاح کے امتزاج میں توازن اور ظرافت کو برتنے کا ایک خاص سلیقہ ہے

رئیس صدیقی اردو مجلس دہلی

اعجاز پاپولر کو میں نے پہلی بار اس وقت سنا جب میں لندن میں ایک عزیز کے یہاں بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا وہاں اعجاز پاپولر کی کیسٹ۔ وی سی آر۔ پر چل رہی تھی اور گھر کے تمام لوگ قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے تب ہی سے میں ان کا مداح ہو گیا۔

افضال صدیقی کراچی (پاکستان)

اعجاز پاپولر اس دور کے اہم طنز نگار ہیں ان کے طنز میں ظرافت کی چاشنی کی وجہ سے بڑی خوش گواری ہوتی ہے

نواز دیوبندی

پاپولر میرٹھی کی مزاحیہ نظمیں اور پیروڈیاں اردو ظرافت میں ایک نئے اور خوشگوار باب کا اضافہ کرتی ہیں

شورش نیر د

پاپولر میرٹھی اردو ظرافت میں نئے تجربات کی مثال ہے

کامبنی دہلی

منصور عثمانی

اعجاز پاپولر میرٹھی پاکستان امریکہ سعودی عرب امارات میں جتنے مقبول ہیں اتنے تو انڈیا میں بھی نہیں ہیں وہاں ہر گھر میں پاپولر میرٹھی کی کیسٹ رکھنا اسٹیٹس۔ کی بات بن گیا ہے۔

احمد علوی۔ ایڈیٹر علوی سماچار

ہنس کر گزار دے پھولوں کا گلدستہ نہیں۔ طنز کے تیروں کا ترکش ہے۔

سید ذلفقار زیدی روزنامہ جائزہ کراچی

ہنس کر گزار دے پاپولر میرٹھی کی خداداد صلاحیتوں کا ایک قیمتی دستاویز ہے جس میں طنز کے نشتر بھی ہیں اور مزاح کے پھول بھی

زاہد علی خاں نیوز ریڈر آل انڈیا ریڈیو

طنز و مزاح کے شاعر پاپولر میرٹھی مشاعروں کے وسیلے سے عالمی شہرت کے مالک ہیں۔ امریکہ، مڈل ایسٹ اور پاکستان کے اہم مشاعرے ان کی شرکت کے بغیر ادبی قہقہوں سے محروم رہتے ہیں۔ اپنے ملک کے سیاسی افراد کی خود غرضیوں پر وار کرنے میں وہ ماہر ہیں آج کی سیاست اور سیاسی افراد کی ریاکاریوں پر جب وہ وار کرتے ہیں تو ہزاروں سننے والوں کے ساتھ وہ لوگ بھی خوش ہوتے ہیں، جن کی کمزوریوں پر وہ اپنے منفرد انداز سے تنقید کرتے ہیں۔ پاپولر میرٹھی، میرٹھ کے شعبۂ اردو میں ڈاکٹر خالد حسین خاں صاحب کی نگرانی میں اپنی ریسرچ کا مقالہ تقریباً مکمل کر چکے ہیں۔ پاپولر میرٹھی طنز و مزاح کی شاعری کا اہم نام ہے۔ ان کے ذکر کے بغیر آج کی طنزیہ مزاحیہ شاعری مکمل نہیں کہی جا سکتی۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے اس شعری مجموعے کا اردو دنیا میں خیر مقدم ہوگا۔

ڈاکٹر بشیر بدؔر

پاپولر میرٹھی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اردو طنز و مزاح میں پاپولر ایک بہت پاپولر نام ہے۔ یہ کتاب انہیں اور بھی پاپولر کرے گی۔ میری دعا ہے کہ پاپولر کامیابیوں کے سارے آسمان چھو لیں مگر زمین سے ان کا رشتہ نہ ٹوٹے۔ ان کی سادگی ہی ان کا سرمایہ ہے

ساغر خیامؔی

دہلی

اردو طنز و مزاح میں پاپولر میرٹھی کی یہ کتاب ایک گراں قدر اضافہ ثابت ہوگی کیوں کہ پاپولر میرٹھی غیر سنجیدہ شاعری کے سب سے سنجیدہ شاعر ہیں۔

ڈاکٹر عزیز برنی

مدیر اعلیٰ راشٹریہ سہارا



اس مرتبہ بھی آئے ہیں نمبر تیرے تو کم
رسوائیوں کا کیا میری دفتر بنے گا تو
بیٹے کے سر پہ دیکے چپت باپ نے کہا
پھر فیل ہو گیا ہے منسٹر بنے گا تو



یارو کہیں کا بھی مجھے رکھا نہ حرص نے
ہر وقت روتا رہتا ہوں نور نظر کو میں
بیٹے کی جان جائیگی بچ جائے گی بہو
یہ جانتا تو آگ لگاتا نہ گھر کو میں



ایکسرے دیکھ کے بے ساختہ سرجن نے کہا
تیرے بھیجے میں بھی احساس کا کانٹا نکلا
حسن والوں نے بہت جم کے کیا ہے پتھراؤ
تیرے سر میں تو بڑا کام رفو کا نکلا

Desgined by:-Hindustan Computer Consultant